REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

مصلح موعود نمبر

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد
۴۵
شمارہ
۶ ، ۷

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۱۸، ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۶ ہجری　　۸، ۱۵ تبلیغ ۱۳۷۵ ہش　　۸، ۱۵ فروری ۱۹۹۶ ع

قُدرت۔ رحمت اور قُربت کا نشان

اَلمُصلِح الموعُود

پیشگوئی مُصلح موعُود کے الہامی الفاظ

خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ:
مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دُعاوں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کردیا۔ سو قُدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اَے مظفّر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اُس کی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھُلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا۔ خوبصورت اور پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اُس کو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاوّل والآخر۔ مظہر الحق والعلاء۔ کَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خُدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا مُوجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

منیر احمد خادم آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۸، ۱۵ تبلیغ ۱۳۷۵ ہش

اسّی سال قبل بیان فرمودہ کلمات
بعینہٖ پورے ہو رہے ہیں!

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ایک مطبوعہ لیکچر "تاریخی انتباہ" کے نام سے اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ یہ درد مندانہ لیکچر ۲۸ دسمبر ۱۹۱۵ء میں جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر آپ نے فرمایا۔ اس وقت حضور رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً ۲۶ برس تھی۔ اور مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے ابھی بمشکل ڈیڑھ سال کا عرصہ گذرا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خلافت کو ختم کرنے کے منصوبے اس وقت بڑے زور شور سے اٹھے تھے۔ یہ خلافتِ احمدیہ کے شجر کو اکھاڑنے کی پہلی ناکام کوشش تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی روحانی آنکھ نے ان خطرات کو اُس وقت بھانپ لیا تھا جو مختلف صورتوں میں جماعت کو پیش آسکتے تھے۔ چنانچہ آپ نے خلافتِ راشدہ کے حالات کا تفصیلی جائزہ لے کر جو تجزیہ فرمایا واشگاف الفاظ میں آپ نے جماعت کے سامنے اُس وقت بیان فرمایا۔ اگرچہ یہ قیمتی نصائح حاضرینِ جلسہ کو مخاطب کرکے فرمائی تھیں لیکن آپ کی مخاطب آنے والی نوجوان نسلیں تھیں۔ اور یہ ترقی کا عظیم الشان دَور جس میں سے آج ہم گذر رہے ہیں بالخصوص آپ کے مدِ نظر تھا۔

آپ کی یہ تقریر تقاضا کرتی ہے کہ ہم اسے لفظاً لفظاً غور سے پڑھیں اور اپنے آپ کو تیار رکھیں ہر ایسے فتنے کے سدِ باب کے لئے جو کسی وقت اور کسی رنگ میں بھی احمدیت کو پیش آسکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کی تمام ذیلی تنظیموں میں خلافتِ احمدیہ سے وابستگی اور اس کی حفاظت و قیام کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا عہد شامل کر دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کل عالمِ اسلام اتفاق و اتحاد کی برکت سے محروم ہے۔ اور ایسے ایسے گروہوں اور پارٹیوں میں بٹا ہوا ہے جس کا متحد ہونا کسی صورت میں ممکن نہیں۔ اس اتحاد کے لئے سیاسی اور مذہبی طور پر بہت توڑ کوششیں بھی کی گئیں۔ لیکن قیامِ خلافت اور استحکامِ خلافت خدا تعالیٰ کا مشروط وعدہ ہے اور کسی غیر اللہ کے بس کی بات نہیں۔

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا یہ لیکچر شروع کرنے سے پہلے سورۃ نصر کی تلاوت فرمائی جس میں فتوحات اور فوج در فوج لوگوں کے دینِ الٰہی میں داخل ہونے کی پیشگوئی ہے۔ تقریر کے شروع میں فرمایا کہ:-

"ایک مختصر سی سورۃ (میں نے) پڑھی ہے جو گو عبارت کے لحاظ سے بہت مختصر ہے لیکن مضامین کے لحاظ سے بہت وسیع باتیں اپنے اندر رکھتی ہے اور حکمت اور معرفت کے بڑے بڑے دریا اس کے اندر بہہ رہے ہیں۔ نیز اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہ بات بتائی ہے کہ اگر وہ اس پر غور و فکر اور عملدرآمد کرتے تو ان پر وہ ہلاکت اور تباہی کبھی نہ آتی جو آج آئی ہوئی ہے۔ اور نہ مسلمان پراگندہ ہوتے نہ ان کی حکومتیں جاتیں نہ اس قدر کشت و خون کی نوبت پہنچتی۔ اور نہ ان میں تفرقہ پڑتا۔ اور اگر پڑتا تو اتنا جلدی اور اس عمدگی سے زائل ہو جاتا کہ اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا۔ لیکن افسوس کہ ان میں وہ تفرقہ پڑا جو باوجود گھٹانے کے بڑھا اور باوجود دبانے کے اُٹھا اور باوجود مٹانے کے اُبھرا اور آخر اس حد تک پہنچ گیا کہ آج مسلمانوں میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں فرقے موجود ہیں۔ کیونکہ وہ بند جس نے مسلمانوں کو باندھا ہوا تھا کاٹا گیا اور اس کا جوڑنے والا کوئی پیدا نہ ہوا۔ بلکہ دن بدن وہ زیادہ سے زیادہ ہی ٹوٹتا گیا حتیٰ کہ تیرہ سو سال کے دراز عرصہ میں جب بالکل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تو خدا تعالیٰ نے اپنے پاس سے ایک شخص کو اس لئے بھیجا کہ وہ آکر اس کو جوڑے۔ اس فرستادہ خدا سے پہلے کے تمام مولویوں، گدی نشینوں اور بزرگوں اولیاؤں نے بڑی بڑی کوششیں کیں مگر اکارت گئیں۔ اور اسلام ایک نقطہ پر نہ آیا پر نہ آیا۔ اور کس طرح آسکتا تھا جبکہ اس طریق سے نہ لایا جاتا جو خدا تعالیٰ نے مقرر کیا تھا۔ یعنی کسی مامور من اللہ کے ذریعہ سے!!

سورۃ شریفہ میں جو استغفار کا حکم ہے اس کی طرف حضور رضی اللہ عنہ نے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جب فتوحات کا زمانہ آیا اور فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے اور ان کی تعلیم و تربیت کرنا نہایت مشکل ہوا لہٰذا مفتوح قوم کی برائیاں فاتح قوم میں بھی داخل ہونی شروع ہو گئیں۔ آپ نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ جیسے ایک استاد خواہ کتنا ہی لائق ہو ایک وقت میں اگر تیس چالیس نہیں بلکہ سو سو لڑکوں کو پڑھا سکتا ہو لیکن اس کے پاس ہزار دو ہزار لڑکے آئیں تو وہ انہیں کیسے پڑھا سکے گا۔ اور جس کے سامنے لاکھوں کروڑوں انسانوں کی جماعت سبق لینے کے لئے کھڑی ہو تو ضرور اس کی تعلیم میں نقص رہ جائیں گے۔ پس ایسے موقعہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا سکھائی گئی کہ اے خدا! جب کثرت سے لوگ اسلام میں داخل ہوں گے تو بوجہ بشری کمزوری کے میں اتنے لوگوں کو تعلیم نہیں دے سکتا۔ لہٰذا تو خود ہی ان کی تعلیم کے سامان کر۔

مضمون کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

"اس مضمون کو غور سے سنیں۔ میں کامل یقین سے کہتا ہوں یہ وہ بات ہے جو خدا تعالیٰ نے تو قرآن میں بیان فرمائی ہے لیکن آج تک کسی نے اسے قرآن شریف سے سیکھ کر بیان نہیں کیا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے سکھائی ہے۔ اور اس بات کا موقعہ دیا ہے کہ آپ کو سناؤں۔ پس جو اسے سنے گا اور پھر اس پر عمل کرے گا وہ کامیاب اور بامراد ہوگا۔ اور جو نہیں سنے گا اور عمل نہیں کرے گا وہ یاد رکھے کہ ایسے ایسے فتنے آنے والے ہیں کہ جن کے ساتھ یہ فتنہ جو اس وقت برپا ہوا ہے کچھ مقابلہ ہی نہیں کر سکتا ......"

"ہماری ترقی کا زمانہ بھی خدا کے فضل سے بہت قریب آگیا ہے اور وہ دن دور نہیں جبکہ افواج در افواج لوگ سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ مختلف ملکوں سے جماعتوں کی جماعتیں داخل ہوں گی اور وہ زمانہ آتا ہے کہ گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر احمدی ہوں گے۔"

حضور رضی اللہ عنہ نے روحانی بصیرت اور خدا سے علم پا کر اسّی سال قبل یہ فرما دیا تھا کہ جس طرح بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقی کی ہوائیں چلا دی ہیں اور عنقریب گاؤں کے گاؤں اور لاکھوں لوگ احمدیت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ وہ زمانہ ہوگا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تربیت یافتہ صحابہ بہت کم رہ جائیں گے۔

قارئینِ کرام! حضور رضی اللہ عنہ کے مبارک منہ سے نکلے ہوئے کلمات کا لفظ لفظ پورا ہوتے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اسلام کی فتح کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ مختلف ملکوں میں گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور خلافتِ رابعہ کا ہی بابرکت دَور ہے کہ پہلی بار ایک سال میں لاکھ، دو لاکھ، چار لاکھ اور گذشتہ سال آٹھ لاکھ سے زائد لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی یہی وہ زمانہ ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تربیت یافتہ صحابہ وفات پا چکے ہیں۔ وَالشَّاذُّ کَالْمَعْدُوْم۔

پس ایک طرف جہاں ہم انتہائی خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتوحات کے وہ دن دکھا دیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب زمانہ میں صحابہ کے معاً بعد پیدا ہونے کی وجہ سے ہمیں جو خوش قسمتی حاصل ہے ہم پر عظیم ذمہ داریاں ڈالتی ہے کہ ہمیں چاہیئے ان خوشبوؤں اور رنگوں کو اپنی ذات میں شامل کریں جو صحابہ سے ہم نے حاصل کئے اور نئے آنے والے افراد پر بھی وہ نیک رنگ چڑھائیں۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد و شمار احسان ہے کہ اس وقت ہم سب کی تربیت کے لئے ایک عالمی مدرسہ ایم۔ ٹی۔ اے کے نام سے جاری فرما دیا ہے جس پر روزانہ درس دیئے جاتے ہیں اور خاص طور پر ہم سب کے پیارے روحانی استاد حضرت امیر المومنین روزانہ ملاقات کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سہولتیں ہم کو اپنے گھروں میں مہیا فرما دی ہیں۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۹ پر)

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶- بینٹنگ لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱
فون نمبرز:- ۲۴۸۵۲۲۲
۲۴۸۱۶۵۲
۲۴۳۰۷۹۴

ارشادِ نبوی ﷺ
اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا
(سفارش کیا کرو تم کو سفارش کا بھی اجر ملیگا)
:- (منجانب) :-
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE :- 04524 - 649.

رمضان المبارک کا آخری عشرہ اور لیلۃ القدر کی تلاش

لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ انسان کو جو سبق دینا چاہتا ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو

از سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی نسبت سے درج ذیل کیا جاتا ہے تاکہ احباب رمضان کے آخری عشرہ اور لیلۃ القدر کے فیوض سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ فرمایا:-

یہ رمضان کا آخری عشرہ ہے اور اس آخری عشرہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اس کے اندر ایک ایسی رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں خاص طور پر سنتا ہے اس رات میں اس کے بندے جو کچھ طلب کرتے ہیں وہ دیتا ہے۔ اور جو چاہتے ہیں وہ پورا کرتا ہے۔ اور آپ نے اس کے متعلق فرمایا ہے رمضان کے آخری عشرہ میں اسے تلاش کرو گو جیسا کہ میں پہلے کئی دفعہ بتا چکا ہوں یہ ضروری نہیں کہ آخری عشرہ میں ہی وہ رات آئے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے اور بعد میں آنے والے صلحاء اور اولیاء اللہ کے تجربہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات بالعموم آخری عشرہ رمضان میں آتی ہے۔ اس رات کے برکات بہت سے اولیاء نے خود مشاہدہ کئے ہیں اور اپنی روحانی آنکھوں سے ان انوار کو آسمان سے اترتے دیکھا ہے جو انوار ایک دم میں تاریک دن کو نورانی بنا دیتے اور متفکر انسان کو تمام دنیا میں سب سے زیادہ خوش کر دیتے ہیں یہ تو ایک منٹ کے لئے بھی خیال نہیں کیا جا سکتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء یہ ہے کہ اس گھڑی میں جو رمضان کے آخری عشرہ کی کسی رات میں آتی ہے جو آدمی جو کچھ بھی مانگے وہ اسے مل جاتا ہے کیونکہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو پھر دین کے معاملہ میں امن و امان اٹھ جاتا ہے اور لیلۃ القدر اس دعا سے گنج العرش کی طرح رہ جاتی ہے جس کے متعلق جاہلوں میں یہ خیال پھیلا ہوا ہے کہ وہ ایسی دعا ہے جس سے انسان جو چاہے حاصل کر سکتا اور ہر قسم کی تکلیف سے بچ سکتا ہے اور پھر ایسی دعا کا پتہ بھی چور کے ذریعہ لگا ہے نہ کسی ولی اور بزرگ کے ذریعہ کہتے ہیں ایک چور تھا جس نے کئی خون کئے بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دیا لیکن جب جلاد اسے قتل کرنے لگے اور اس کی گردن پر کئی تلواروں کے وار کئے تو اسے ذرا بھی گزند نہ پہنچی اور ذرا بھی گردن نہ کٹی اس پر بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ تلواریں اس کی گردن نہیں کاٹ سکتیں۔ بادشاہ نے کہا اگر اس کی گردن ایسی ہی ہے کہ تلواروں سے نہیں کٹ سکتی تو اسے پھانسی دے دو لیکن جب پھانسی پر چڑھایا گیا تو پھانسی بھی اس پر کوئی اثر نہ کر سکی۔ اس کی اطلاع بادشاہ کو دی گئی تو اس نے کہا کہ اچھا آگ میں ڈال دو مگر آگ نے بھی اس کا کچھ نہ بگاڑا پھر کہا گیا اسے اونچے پہاڑ پر سے گرا دو۔ لیکن پہاڑ سے گرانے پر وہ اس طرح لڑھکتا ہوا نیچے آ پہنچا گویا کھیل رہا ہے۔ پھر کہا گیا اسے وزنی پتھر باندھ کر پانی میں پھینک دو لیکن جب پھینکا گیا تو وہ پانی پر اس طرح تیرنے لگا جس طرح کارک تیرتا ہے آخر بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلا کر کہا کہ ہم سے غلطی ہو گئی کہ ہم نے تمہیں چور سمجھ کر سزا دینی چاہی تم تو بڑے

باکرامت انسان ہو اس نے کہا ہوں تو میں چور ہی مگر بات یہ ہے کہ میں ایک ایسی دعا جانتا ہوں کہ جتنے انبیاء گذر چکے ہیں ان کی نیکیوں کے برابر نیکیاں ایک دفعہ اس کے پڑھنے سے حاصل ہو جاتی ہیں اسی طرح خواہ کوئی کتنے گناہ کرے ایک دفعہ اس کے پڑھ لینے سے سب دور ہو جاتے ہیں اور کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی میں وہ دعا پڑھا کرتا ہوں تو نادانوں کی یہ دعا نکالی ہوئی ہے اگر لیلۃ القدر بھی اسی طرح کی ہو کہ خواہ کوئی ڈاکہ ڈالے چوری کرے قتل کرے انبیاء کو گالیاں دے شریعت کے کسی حکم پر عمل نہ کرے لیکن اس رات دعا مانگ لے تو انبیاء کی دعائیں رد ہو جائیں مگر اس کی دعا رد نہ ہو گی تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ پھر کسی کو نیک اعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مثلاً ایک شخص اس رات یہ دعا مانگ لے کہ میں جو چاہوں کروں لیکن جاؤں جنت کے سب سے اعلیٰ مقام میں اور اعلیٰ درجہ میں اور یہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے تو پھر خواہ وہ کچھ کرے جنت میں ہی جائیگا مگر یہ بات اسلام کی تعلیم اور اسلام کے منشا کے قطعاً خلاف ہے پس حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ اس رات میں ایک خاص گھڑی ہوتی ہے جب کہ برکات نازل ہوتی ہیں۔ اور خصوصاً جمعہ کی رات کو اس سے بڑا تعلق ہے تو اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ اس گھڑی میں خواہ کوئی دعا کی جائے خدا تعالیٰ کو ضرور منظور کرنی پڑتی ہے اور وہ اسے رد نہیں کر سکتا بلکہ اس کے لئے کچھ حد بندی کرنی پڑے گی جس کے ماتحت اس وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ حد بندیاں کیا ہیں وہی ہیں جو شفاعت کے متعلق ہیں یعنی ایک ایسا شخص جو کوئی ایسی چیز مانگتا ہے جو خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت دی جا سکتی ہے۔ لیکن بعض عارضی روکیں پیدا ہو گئی ہیں جو امکان قدرت سے تعلق نہیں رکھتیں یا اس انسان کے درجہ سے تعلق نہیں رکھتیں وہ ایسے موقعہ پر مانگے گا تو اسے مل جائے گی ورنہ اگر اس کا یہ مطلب ہو کہ خواہ کوئی کچھ کرے جو دعا بھی اس وقت مانگے وہی قبول ہو جائے گی تو ہو سکتا ہے کہ ایک شخص رمضان کے پہلے بیس روزے نہ رکھے نہ نمازیں پڑھے نہ کوئی اور نیک کام کرے لیکن جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو تو مغرب کی نماز کے بعد سے لے کر صبح کی نماز تک دعا مانگتا رہے اور دن کو سو جائے نہ ظہر کی نماز پڑھے نہ عصر کی پھر رات کو یہ دعا مانگنا شروع کر دے کہ میں جو چاہوں کرتا رہوں مجھ سے کوئی باز پرس نہ ہو اور میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر جنت میں رکھا جاؤں یہ ہرگز مفہوم نہیں ہو سکتا ان حدیثوں کا جو لیلۃ القدر کے متعلق آئی ہیں دعا وہی سنی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت قبول ہونی ممکن ہو مگر عارضی روکوں کی وجہ سے قبول نہ ہو سکتی ہو اور یہ درست ہے کہ انبیاء کی ایسی دعائیں کبھی رد نہیں ہوتیں۔ ان کی وہی دعائیں نامنظور ہوتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے قانون یا خاص تقدیر کے مقابلہ میں آ پڑتی ہیں۔ اور انبیاء کو اس کا پتہ نہیں ہوتا ورنہ جو ایسی نہیں ہوتیں وہ قبول کی جاتی ہیں اور کبھی رد نہیں کی جاتیں۔ یہی وجہ

ہے کہ بعض اوقات انبیاء کے منہ سے نکلے ہوئے فقرے اس صفائی کے ساتھ پورے ہو جاتے ہیں کہ لوگ خیال کر لیتے ہیں کہ انہیں بھی قانون قدرت پر تصرف حاصل ہے لیکن وہ اہم امور جو خاص قدرتوں کے ماتحت ہوتے ہیں اور جن کے متعلق خدا تعالیٰ کا قانون اور رنگ میں جاری ہوتا ہے ان کے متعلق نہ صرف یہ کہ انبیاء کے منہ سے نکلی ہوئی دعا قبول نہیں ہوتی بلکہ بیسیوں اور سالوں ان کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں تو بھی منظور نہیں ہوتی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ انبیاء اور اپنے مقربین کی دعائیں ان کی محبت اور پیار کی وجہ سے سنتا ہے۔ مگر محبت اور پیار کی وجہ سے قانون چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دعائیں جو اس کے قانون قدرت یا خاص تقدیر کے خلاف ہوں انہیں قبول نہیں کرتا رمضان المبارک کا آخری عشرہ بھی بعض حد بندیوں کے ماتحت آتا ہے اور جب یہ بات تسلیم کی جائے گی تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ لیلۃ القدر میں آنے والی خاص گھڑی سے وہی فائدہ اٹھائے گا جو اپنے اعمال کی رو سے اس کا مستحق ہوگا پھر یہ حد بندی لگانے پر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ لیلۃ القدر ہر انسان کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ہے جو خود اسے اپنے لئے پیدا کرتا ہے یہ نہیں کہ اس عشرہ میں وہ خاص گھڑی اس نے رکھ دی کہ جو چاہے اس سے فائدہ اٹھالے بلکہ یہ ہے کہ جو لوگ اپنے اعمال کے لحاظ سے اس کے مستحق ہوتے ہیں ان کے لئے یہ خالی جاتی ہے۔ پس یہ بات خوب اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ لیلۃ القدر اس رات میں پیدا نہیں کی جاتی جس کی طرف منسوب ہوتی ہے بلکہ پچھلے سال اور پچھلے مہینے اسے بناتے ہیں جس کے پچھلے اعمال اعلیٰ ہوں گے۔ اسی کے لئے لیلۃ القدر ہوگی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر میں یہ اشارہ ہے کہ جس کے ابتدائی ایام نیکی میں گزرتے ہیں اس کے انتہائی ایام میں بھی خدا تعالیٰ کی تائید اس کے شامل حال ہو جاتی ہے جیسا کہ رمضان کے ابتدائی ایام میں جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اس کے لئے آخری ایام میں ایسا وقت آتا ہے کہ خدا اس کے لئے وحی نازل کرنے کا خاص موقعہ رکھتا ہے۔ پس لیلۃ القدر میں اسی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر انسان اپنی زندگی کی ابتدائی گھڑیوں کو خدا تعالیٰ کی رضا میں صرف کرے تو اس کی انتہائی گھڑیاں خدا تعالیٰ خود اپنی رضا میں صرف کرائے گا۔ اگر کوئی شخص اپنے طاقت کے ایام میں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس وقت جب کہ بڑھاپے کی وجہ سے اور کمزور ہو جانے کے باعث خدا تعالیٰ کی خاطر جسمانی اور مالی قربانی نہ کر سکے گا خدا تعالیٰ خود اس سے کرائے گا۔ پس رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جس لیلۃ القدر کا ذکر کیا گیا ہے وہ دراصل انسان کے انجام کی طرف اشارہ ہے۔ اگر ایک انسان نے متواتر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کی اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی تو جب اس پر ایسا زمانہ آئے گا جب وہ اپنی ناطاقتی کی وجہ سے خدمت دین میں حصہ نہ لے سکے گا تو خدا تعالیٰ خاص طور پر اس کی مدد فرمائے گا اور اس کی باتوں میں وہ اثر پیدا کر دے گا جو دوسروں کے کاموں میں بھی نہیں ہوگا کیونکہ اس نے اپنی ساری عمر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں خرچ کر دی اور دوسرے ابھی امتحان میں ہیں نہ معلوم ان کا کیا نتیجہ ہو۔ پس لیلۃ القدر اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ ایک انسان جس نے اپنی ساری عمر خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کے دین کی خدمت میں صرف کر دی وہ کمزور ہو جانے کی وجہ سے جب جہاد کے لئے نہیں جا سکے گا یا مالی قربانی نہیں کر سکے گا اس وقت اس کے دل میں جو نیک ارادے پیدا ہوں گے ان کا اس کو اتنا ثواب ملے گا جو جوانوں کو ان کے کاموں کا نہیں ملے گا کیونکہ ان کی زندگی کی تو ابھی ابتداء شروع ہوئی ہے اور وہ اپنی زندگی اور قویٰ خرچ کر کے انتہاء کو پہنچ چکا ہے پس لیلۃ القدر پیدا کی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں کام کرنے والوں کے انجام کی خوبی کی طرف متوجہ کرتی ہے مگر دوسری طرف اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کا انجام اچھا نہیں ہوتا تو معلوم ہوا اس کی ابتداء بھی اچھی نہ تھی اور اس کی ابتدائی خدمات نیک نیتی اور خلوص پر مبنی نہ تھیں پس لیلۃ القدر سے یہ سبق مل سکتے ہیں اوّل یہ کہ جو انسان خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ ابتداء سے کام کرے گا اس کا انتہا اچھا ہوگا۔ دوم یہ کہ اگر کسی کے لئے لیلۃ القدر کی حالت پیدا نہیں ہوتی تو معلوم ہوا گو اس کا پہلا زمانہ بظاہر اچھا معلوم ہوتا تھا اور وہ اچھے کام کرتا نظر آتا تھا۔ مگر اس میں کچھ ایسے نقص تھے کہ جس کی وجہ سے اس کی خدمات قبول نہ ہوئیں اور خدا تعالیٰ نے اس کے اعمال کے تسلسل کو جاری نہ رہنے دیا ان دو سبقوں کے ماتحت دوستوں کو صرف رمضان میں ہی نہیں اور رمضان کے آخری عشرہ میں ہی نہیں بلکہ بعد میں بھی لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہیئے اور اپنی زندگی کے آخری عشرہ کے لئے ایسے سامان مہیا کرنے چاہئیں کہ انہیں لیلۃ القدر کے فیوض حاصل ہو سکیں اور ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی زندگی کے پہلے ایام میں تو کام کریں لیکن انجام کے وقت جب ان میں کام کرنے کی طاقت نہ رہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد حاصل نہ ہو جو اپنے محبوب بندوں کو دیتا اور جو پنشن کے طور پر اس کی طرف سے ملتی ہے اس وقت وہ اپنا خاص فضل نازل کرے اور اپنے برکات کا وارث بنائے یہی سبق ہے جو خدا تعالیٰ لیلۃ القدر سے مومنوں کو دیتا ہے اور اس کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم رمضان کی لیلۃ القدر سے بھی فائدہ اٹھائیں اور انسان کی زندگی کی جو لیلۃ القدر ہوتی ہے اس سے بھی مستفیض ہوں ہم خدا تعالیٰ کی گود میں ہوں اور ہمارا آخری انجام اسی طرح ہو جس طرح لیلۃ القدر کے متعلق وعدہ کیا گیا ہے۔ (الفضل ۴ مئی ۱۹۵۵ء)

(مرسلہ: سیدہ امۃ الشکور عمر بنت مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب سابق مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ سونگھڑہ)

امتحان دینی نصاب برائے سال ۱۹۹۶ء

جملہ مبلغین۔ معلمین اور تینوں انجمنوں کے کارکنان درجہ اوّل۔ درجہ دوم وسوم کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دینی نصاب کا امتحان ۱۴ اپریل ۱۹۹۶ء کو نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام ہوگا۔ نصاب کی تفصیل درج ذیل ہے :-

(الف) :- برائے مبلغین کرام :- اسلامی اصول کی فلاسفی تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (ب) :- برائے معلمین کرام :- اسلامی اصول کی فلاسفی سوال اوّل کا جواب (انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی حالتیں) (ج) :- کارکنان درجہ اوّل دوم وسوم :- قرآن کریم بامحاورہ ترجمہ سولھواں پارہ نصف اوّل۔
علم الکلام :- اسلامی اصول کی فلاسفی سوال دوم دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

خطبہ جمعہ

سب سے بڑا عرش کو اٹھانے والا وجود حضرت محمد رسول اللہ کا وجود تھا

کینیڈا اور ناروے کی جماعتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے تمام دنیا کی جماعتوں کیلئے اہم نصائح

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۶ ر اکتوبر ۱۹۹۵ء مطابق ۶ ر اخاء ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات قرآنی کی تلاوت فرمائی۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ۝
رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۙ
وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝

(المومن: ۸ تا ۱۰)

پھر فرمایا:۔

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے سورۃ المومن آیات آٹھ تا دس ہیں۔ ان سے متعلق کراچی سے ایک نوجوان نے مجھے لکھا ہے کہ اس مضمون کے سمجھنے میں کچھ استفادہ ہے اور چونکہ آپ پہلے بھی صفات باری تعالیٰ کے متعلق جو خطبات کا سلسلہ جاری کئے ہوئے تھے اس لئے اگر اس کو بھی اس میں داخل کر لیں تو ہو سکتا ہے کہ کئی لوگوں کی اُلجھن دور ہو جائے اس لئے میں نے ان آیات کا انتخاب آج کے خطبہ کے لئے کیا ہے مگر اس سے پہلے یہ دو اعلانات ہیں۔

ایک تو مجلس انصار اللہ کینیڈا کا پندرھواں سالانہ اجتماع کل ۷ر اکتوبر سے شروع ہو رہا ہے جو تین دن جاری رہے گا اور ۹ر اکتوبر کو بروز سوموار یہ اجتماع ختم ہوگا دوسرے ناروے کا جلسہ سالانہ ہو رہا ہے اور چونکہ ان کا اصرار تھا کہ میں خود وہاں پہنچ کر اس جلسے میں شمولیت اختیار کروں اور یہاں کی مصروفیات کے باعث مجھے مجبوراً اس پیشکش کو رد کرنا پڑا یعنی اس کو قبول نہ کر سکا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج اس خطبہ میں ان کا بھی کچھ ذکر ہو ان سے بھی کچھ مخاطب ہوں۔

جہاں تک انصار اللہ کینیڈا کا تعلق ہے یہ انصار اللہ کینیڈا کی مجلس ہر کینیڈا کی عمومی تصویر سے کچھ مختلف نہیں ہے۔ کینیڈا ایک قسم کے تضادات کا مجموعہ ہے بعض پہلوؤں سے خدا کے فضل سے نمایاں خوبیاں بھی موجود ہیں اور بعض پہلوؤں سے کچھ ایسی کمزوریاں ہیں جو احمدیت کے آجکل کے موسم کے شایان شان نہیں ہیں۔ اگر خزاں کے موسم میں پتے زرد ہوں تو ہر درخت کے پتے زرد ہوتے ہیں ان اگر کچھ اجنبی بات معلوم ہوتی ہے تو یہ کہ کوئی درخت سرسبز بھی ہوتے ہیں اور بہار میں اگر درختوں کے پتے زرد ہو جائیں تو یہ اجنبی بات ہے جماعت کینیڈا مخلص ہے مالی قربانی میں بھی پیش پیش ہے عموماً ان کے اندر اصلاح کا جذبہ بھی ہے اجتماعی کاموں میں شوق سے حصہ لیتے ہیں مگر تبلیغ کی طرف نہیں آتے ایک آدھ آدمی کے سپرد کام کیا اس نے بھی اسی رنگ میں کوتاہیاں ہو گئیں کہ اُن کے بنائے ہوئے آدمی جماعت کو باہم قبول رہے کچھ بنیادی خامیاں دکھائی دی گئیں اور اس کے بعد معاملہ ختم۔ حالانکہ دنیا کی سب جماعتوں میں تبلیغ کے لحاظ سے آج بیداری ہے کہ وہ زمینیں جو بالکل بنجر دکھائی دیتی تھیں ان میں بھی نشوونما شروع ہو گئی ہے۔ اس لئے میں نے کہا کہ بہار کا موسم ہے اور اس موسم میں خزاں اجنبی دکھائی دیتی ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات کے بالکل برعکس ہے آپ تو فرماتے ہیں ؎

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں ٭ لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر آج تمام دنیا کی جماعتوں کی تصویر بنا ہوا ہے اور یہ تصویر ان کی ذات میں زندہ ہو گئی ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں احمدیت کے خلاف مظالم کی حد ہو گئی اور تبلیغ کی راہ میں ہر ممکن روک کھڑی کر دی گئی وہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی شعر صادق آ رہا ہے کہ ؎

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں ٭ لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

تو وہ کینیڈا کا بوستاں کیوں سب سے الگ ہے۔ یہ قابل فکر بات ہے ان کو اس طرف سنجیدگی سے توجہ کرنی چاہئے اگر ایک صحت مند وجود میں ایک چھوٹا سا بھی نقص ہو تو وہ نمایاں دکھائی دیتا ہے اس لئے اگر دوسرے پہلوؤں سے یہ جماعت کمزور۔ مری پٹی جماعت ہوتی تو شاید یہ بات اتنی نمایاں دکھائی نہ دیتی کیونکہ بعض جھاڑ ایسے ہیں بعض درخت ایسے ہیں بہار کے موسم میں بھی جن کا رنگ زرد ہی ہوتا ہے بے چاروں کا اور اس کو اردو میں اس طرح مثال کے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ کسی نے پوچھا میاں روتے کیوں ہو تو اس نے کہا کہ میری شکل ہی ایسی ہے۔ بعض بے چارے پودوں کی شکل ہی خزاں رسیدہ ہوتی ہے اگر ایسی بات ہوتی تو میں نمایاں طور پر محسوس نہ کرتا ان کی شکل تو ایسی نہیں جیسا وہ بن کے دکھا رہے ہیں ہاں بعض جماعتوں میں جہاں آغاز سے تربیت کا ابھی پوری طرح بیداری نہیں ہوئی وہاں ہر طرف زردی کے آثار ہیں مگر یہاں سبزی کے بیچ میں یہ زردی بہت ہی بُری دکھائی دیتی ہے ایسا داغ ہے جو اور زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے۔

اس لئے میں جماعت کینیڈا کو اور مجلس انصار اللہ کو خصوصیت سے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ کچھ ہوش کریں اگر جلدی اس بیماری کو دور نہ کیا تو یہ بیماریاں پھر پھیلنے لگتی ہیں اور خاص طور پر ایسے موسم میں جب سب

دنیا کے مزاج سے الگ ایک مزاج بنا لیا گیا ہو تو اس وقت یہ بیماری بعض دوسری خوبیوں کو بھی کھا جاتی ہے اس لئے فکر کرنی چاہیئے۔ جلد از جلد اپنی صحت کی طرف توجہ دیں ایک دو کی بحث نہیں ساری جماعت کو تبلیغ کے میدان میں جھونک دینے کا وقت آ گیا ہے اور اس کے پھر جو تازہ شیریں پھل ملیں گے وہ ساری جماعت کے لئے زندگی کا موجب بنیں گے۔ وہ روحانی لحاظ سے پھل ہیں یعنی ان کو دیسے تو نہیں کھا سکتے۔ آپ مگر وہ پھل ایسے ہیں جن کی شیرینی کا لطف تو اٹھا سکتے ہیں ان کی خوشبو اور ان کی لذت سے فیض یاب ہو سکتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جماعت میں ایک نئی تازگی پیدا ہو جاتی ہے، نیا حوصلہ آتا ہے۔

جہاں جہاں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے دعوت الی اللہ کے کام کئے ہیں ان کے مردے بھی جی اُٹھے ہیں۔ وہ لوگ جن کے متعلق جماعت کو وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ ان میں کوئی روحانی زندگی کے آثار ہیں بس سانس زندہ تھے مگر کوئی ایسے آثار نہیں تھے جس سے ان میں حرکت دکھائی دے ان سے توقعات کی جا سکیں۔ مگر جو رپورٹیں آتی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں جہاں بھی کوئی داعی الی اللہ بن گیا ہے اس کی کایا پلٹ گئی ہے اور یہی حال ہے جرمنی میں خدا کے فضل سے وہ بے چارے جو تربیت کے لحاظ سے بہت ہی پسماندہ اور محتاج تھے، ایسی جماعتوں سے آئے تھے جہاں لمبے عرصے سے ان کی تربیت نہیں کی گئی یا کی گئی تو انہوں نے اس کو رد کر دیا، جب داعی الی اللہ بنے ہیں تو ان کی کایا ہی پلٹ گئی ہے خدا کے فضل سے۔ اپنے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں۔ جن پر ان کی نظر ہے، پھر ان کے لئے بھی کرتے ہیں جو ان کی جھولی میں پھل کے طور پر گرا دیئے گئے پس بہت ہی قابل فکر بات ہے جماعت کینیڈا کو اس میں خاص توجہ دینی چاہیئے اور انصار اللہ کی تو ایسی ہے کہ اب اس کے بعد پھر دوسری دنیا کا سفر ہی ہے۔ اکا دکا تو اطفال بھی اُٹھ جاتے ہیں اور خدام بھی اُٹھ جاتے ہیں مگر بطور جماعت کے انصار کے پرلی طرف کوئی اور جماعت نہیں ہے جس میں شامل ہو جائیں گے اطفال کی جماعت بڑی ہوتی ہے۔ خدام میں داخل ہو جاتی ہے ناصرات کی جماعت بڑی ہوتی ہے لجنہ میں چلی جاتی ہے۔ خدام کی جماعت بڑی ہوتی ہے انصار اللہ میں داخل ہو جاتی ہے انصار کی جماعت ہزار سال کی بھی ہو گی تو اگلی دنیا میں جائے گی۔ تو بحیثیت جماعت ان کا انجام دوسری دنیا کے سفر میں ہے۔ تو جہاں دوسری دنیا کا سفر بالکل صاف سر پہ کھڑا دکھائی دے رہا ہو، وہ سٹیشن ہی وہی ہے جہاں آ کے گاڑی ٹھہرنی ہے تو پھر اور زیادہ فکر کی ضرورت ہے۔ ایسے وقت میں تو انسان کو اگر ساری عمر کچھ نہیں بھی کیا تو کوشش کرنی چاہیئے کہ کچھ اتنی کمائی کرے کہ خدا کے حضور حاضر ہو تو کچھ پیش تو کر سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند ؎ زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

> **جہاں جہاں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے دعوت الی اللہ کے کام کئے ہیں ان کے مردے بھی جی اُٹھے ہیں۔۔۔۔ جہاں جہاں بھی کوئی داعی الی اللہ بن گیا ہے اس کی کایا پلٹ گئی ہے۔**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر ہے یا کسی اور کا۔ مجھے اس وقت قطعی طور پر تو یاد نہیں مگر میرے ذہن پر تو یہی تاثر تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کا شعر ہے مگر شعر کا مضمون تو بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اس میں قطعی شک کوئی نہیں۔

کہ اے بے خبر قرآن کی خدمت پر اپنی کمر کس لے "زاں پیشتر" اس وقت سے پہلے "کہ بانگ برآید" کہ آواز سنائی دے، ایک آواز بلند ہو "فلاں نماند" کہ فلاں نہیں رہا، وہ نہیں رہا یعنی اس دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔ تو انصار اللہ کی عمر تو یہ بانگیں سننے کی عمر آگئی ہے جو ان کے جانے کے بعد دوسروں کو سنائی دے گی۔ مگر اگر اچھے کام یہاں کر لیں گے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے محنت کریں گے، کچھ زاد راہ بنا لیں گے تو آسمان سے بھی تو ایک بانگ اُٹھے گی جہاں اللہ تعالیٰ یہ فرمائے گا

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً "اے میرے مطمئن نفس یعنی میری ذات سے مطمئن ہونے والے پیارے آجا، لوٹ کے میری طرف آجا" رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً تو مجھ سے راضی ہے میں تجھ سے راضی ہوں۔ تو دو قسم کی بانگیں ہیں جو بہر حال انجام کے وقت سنائی دیتی ہیں ایک جانے والوں کے لئے پیچھے اُٹھتی ہے اور ایک جانے والوں کے استقبال میں آسمان سے اُترے گی۔ تو اس آواز کے لئے کیوں اپنے آپ کو تیار نہیں کرتے اور پھر ایسا تیار کریں کہ جن کو آپ اپنی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں خدا کا قرب عطا کرنے میں ایک بہانہ بن چکے ہوں وہ آپ کی یاد میں ہمیشہ آپ کو دعائیں دینے لگیں۔ محض فلاں نماند کی آوازیں نہ اُٹھیں بلکہ یہ آوازیں اُٹھیں کہ کاش وہ رہتا اور ہم سے جاتے وہ ایسا پاک وجود تھا کہ اس کے جانے سے خلا پیدا ہو گیا ہے۔

پس انصار اللہ خواہ کینیڈا کے ہوں خواہ دنیا میں کسی جگہ کے ہوں ان کو خصوصیت کے ساتھ اس اپنی حیثیت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ بحیثیت جماعت وہ ایک مرنے والی جماعت ہے یعنی مادی طور پر مرنے والی مگر اس طرح مریں کہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو چکے ہوں تو تب ان پر موت آئے۔ مر کے جانا یعنی ہمیشہ کی موت کو قبول کر لینا یہ کوئی شعور کی بات نہیں، عقل کی بات نہیں ہے۔ یہ بہت نقصان کا گھاٹے کا سودا ہے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ انصار اللہ دنیا میں ہر جگہ میرے اس پیغام کو غور سے سنیں گے سمجھیں گے اور اپنے اندر اور اپنے میں سے جو کمزور ہیں ان کے اندر نئی زندگی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اور سب سے اچھا زندگی پیدا کرنے کا ذریعہ دعوت الی اللہ ہے۔ دعوت الی اللہ کام ایسا ہے کہ جو دونوں طرف نفع بخشتا ہے جو بلاتا ہے اس کو بھی زندہ کرتا ہے جس کو بلایا جاتا ہے وہ بھی زندہ ہو جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ سب سے زیادہ زندہ کے سپرد یہ کام کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق فرمایا کہ یہ بلانے والا جب بلاتا ہے تاکہ تمہیں زندہ کرے تو اس کی آواز پر لبیک کہا کرو پس زندگی یعنی روحانی زندگی ایک ایسی عظیم چیز ہے کہ جب یہ عطا کی جاتی ہے تو جس کو عطا کی جاتی ہے اس کی طرف سے عطا کرنے والے کو بھی ایک فیض ملتا ہے وہ اور بھی زیادہ زندہ ہو جاتا ہے اور جو زندہ ہو وہی زندگی بخش سکتا ہے غیر زندہ کو توفیق نہیں ملتی پس وہ لوگ جو محنت کرتے ہیں اور پھل نہیں پاتے جب دعائیں کرتے ہیں، فکر کرتے ہیں ان کے اندر تو بہت سے لحاظ سے پہلے ہی ایک مردنی بیدار ہو جاتا ہے ایک دعائیں کرنے والا بزرگ ان کے نفس میں پیدا ہو جاتا ہے اور ہر پہلو سے وہ پہلے سے زندہ تر ہونے لگتے ہیں پس میں امید رکھتا ہوں جماعت مجموعی صرف انصار اللہ ہی نہیں آج کے اس دور کے اہم ترین تقاضے کو پورا کریں گے اور دعائیں مانگتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو تبلیغ کے میدان میں جھونک دیں گے۔

جہاں تک ناروے کا تعلق ہے ناروے کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بدن ترقی پذیر ہے اور بعض پہلوؤں سے ایسی ترقی کر رہی ہے کہ جس سے دل کو حقیقی خوشی پہنچتی ہے۔ دعوت الی اللہ

کا کام بھی جہاد ہی ہے اگرچہ اتنا زیادہ نہیں جتنا دوسری خوبیوں میں جماعت ناروے آگے بڑھ چکی ہے مگر اپنی توفیق اور حیثیت کے لحاظ سے خدا کے فضل سے بہت سی جماعتوں سے نسبتاً آگے ہیں اور یہ روز بروز دن بدن نمایاں ہو رہا ہے۔ زیادہ احمدی جو پہلے تبلیغ کر رہے تھے ان میں مزید کے اضافے ہو رہے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جماعت ناروے کو بھی باقاعدہ منظم طریق پر اب یہ نظم رکھنے کی ضرورت ہے کہ کون ہے جو دعوت الی اللہ میں حصہ نہیں لے رہا۔ ایسا آدمی اگر بیمار ہے کمزور ہے یا ایسی خواتین ہیں جن کے بس کی بات نہیں یا ایسے آنے والے ہیں جو بڑی عمر میں پاکستان سے آئے اور ان کو زبان نہیں آتی کوشش کرتے ہیں تو بھی نہیں آتی، اس گروہ کو بھی اگر خصوصیت سے نظر رکھ کے دعاؤں پہ ان کو مامور کیا جائے کہ تم نے دعائیں کرنی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کا بھی حصہ ہوگا۔ پھر اگر اور زیادہ عقل سے کام لیں تو دعاؤں کے بعد یہ سوچیں کہ ہر آدمی براہ راست تبلیغ میں شامل نہیں ہو سکتا تو تبلیغ کی تیاری کے سلسلے میں بھی بہت سے کارکنوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تو ایک جہاد ہے اور جہاد میں یہ مضمون ایسا ایک لازمی مضمون ہے کہ وہ لوگ جو مذہبی نقطہ نگاہ سے جہاد کو نہیں بھی سمجھتے، فوجی نقطہ نگاہ سے اس بات کو سمجھتے ہیں کہ جو فوجیں ہیں اُن میں لڑنے والا سپاہی باقی فوج کی تعداد کی نسبت کم ہوتا ہے اور ایک بڑی تعداد فوج کی ایسی ہے جو لڑنے والے سپاہی کے لئے تیاری کر رہی ہے۔ کچھ بارود بنانے میں مصروف ہیں جو فیکٹریوں میں کام کر رہے ہیں وہ بھی تو ایک فوج کا حصہ ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو ان ڈپوؤں سے تعلق رکھتے ہیں جہاں فوج کی ضرورت کے سارے سامان اکٹھے کئے جاتے ہیں حسب ضرورت تقسیم کئے جاتے ہیں کچھ میڈیکل کور بنی ہیں جو ان کی صحت کا خیال رکھنے والے ہیں۔ کچھ سپلائی کے محکمے ہیں جن کے سپرد یہ کام ہیں کہ ڈپو سے سامان لیں اور حسب ضرورت ہر ایک کو ہر وقت چیزیں مہیا کرتے رہیں۔ ٹرانسپورٹس ہیں کئی قسم کے کام ہیں اور فوجی نقطہ نگاہ سے ایسے انجینئرز کی ضرورت ہے جو جنگی ضرورتوں کے وقت کام آسکیں اور ان کو تجربہ ہو کہ جنگی ضرورتوں کی انجینئرنگ کے فرائض کیسے انجام دئیے جاتے ہیں ان سب کو آپ ملا لیں تو لڑنے والے سپاہیوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور ان کی زیادہ ہو جائے گی مگر یہ سب سپاہی ہیں۔ یہ بے وقوفی ہے یہ سمجھنا کہ باقی تو چھوٹے موٹے دوسرے کاموں میں مصروف ہیں اصل سپاہی تو وہ ہے جو اپنی فوج کی مجموعی طاقت کے لئے خدمت سرانجام دے رہا ہے وہ سب کے سب سپاہی ہیں پس ایسا ہی تو کام ہے۔ جماعت میں جہاں لٹریچر تیاری کی ضرورت ہے، دن رات ویڈیوز کے نظام کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ سارے ہی کام ہیں جن کی میں اشارۃً بات کر چکا ہوں تو روحانی اور مذہبی جہاد میں بھی بکثرت ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو پیچھے بیٹھ کر کام کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ایم۔ ٹی۔ اے میں مصروف کارکن ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو وقت کا بڑا حصہ اپنے دوسرے مشاغل کے علاوہ ایم ٹی اے کی خدمت پر خرچ کرتے ہیں اور آدمی حیران رہ جاتا ہے دیکھ کر کہ ان کو دوسرے کاموں کے لئے وقت کہاں سے ملتا ہے تو کوئی یہ کہے کہ یہ تبلیغ نہیں کر رہے یہ تو بڑی بے وقوفی ہوگی۔ آپ سب کی تبلیغ میں مددگار کے طور پر ان کا ایک بڑا حصہ ہے پس اسی طرح جماعت کے بہت سے دوسرے ادارے ہیں جو تبلیغی کام کرتے ہیں۔ تربیتی لحاظ سے بھی۔ مہمان نوازی کے لحاظ سے بھی بہت ضروری ہیں کھانے کا انتظام جو خوبیوں کے ساتھ چلتا ہے ایک بہت بڑا شعبہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لنگر کو جماعت احمدیہ کے مقاصد میں پانچواں حصہ قرار دیا ہے یعنی فتح اسلام کے طور پر جو منصوبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا اور جس منصوبے کو مختصر کتابچے میں لکھا تو اس کا نام "فتح اسلام" رکھا اس میں اس کارخانے کی پانچویں شاخ اور برابر کی حصہ دار مہمان نوازی کو قرار دیا ہے اور لنگر خانہ اس کا نام رکھا ہے تو میں جانتا ہوں کہ جہاں جہاں بھی داعی الی اللہ کامیاب ہیں خدا کے فضل سے بسا اوقات گھر بیٹھے ان کی بیویاں بھی برابر کی حصہ دار ہوتی ہیں کیونکہ وقت بے وقت وہ زیر دعوت لوگوں کو گھر پر بلاتے ہیں اگر ان کے گھر سے بد خلقی کا سلوک ہو بیوی ان سے لڑے کہ یہ تم نے کیا مصیبت ڈال دی ہے اس کی آوازیں اور بچوں کا شور باہر جائے تو وہ آنے والا تو گھبرا کر باہر نکل جائے گا مگر ایسی عورتیں بھی ہیں خدا کے فضل سے جو دن رات محنت میں اپنے خاوند کا ساتھ دے رہی ہیں، ان قربانیوں میں بھی محنت کھانے پکانے کی خوش اخلاقی سے آنے والوں کے دل جیتنا یہ سارے کام ہیں۔

سب سے اچھا ترجمہ پیدا کرنے کا ذریعہ دعوت الی اللہ ہے

تو پس دعوت الی اللہ صرف پیغام پہنچانے کا نام نہیں پیغام پہنچانے کے لئے فضا سازگار کرنا اس کی تمام ماحولیاتی ضروریات پوری کرنا، ہر قسم کی خدمتیں جو دعوت الی اللہ کرنے والوں کو طاقت عطا کرتی ہیں ان کے کام میں ممد ہوتی ہیں، یہ بھی سب دعوت الی اللہ کے کام ہیں۔ پس اس پہلو سے اگر جماعت ناروے ان لوگوں کو منظم کرے جو زبان نہیں جانتے، جن میں اور بعض ایسی کمزوریاں ہیں کہ وہ میدان عمل میں جا کر خود تبلیغ نہیں کر سکتے تو آپ کی ایک بہت بڑی ضرورت پوری ہو جائے گی اب وہ جانتے ہیں کیونکہ ایک ایسی بات ہے جس میں وہ باقی دنیا کے لئے نمونہ بن گئے۔ قرآن کریم کے ترجمے کا مسئلہ تھا وہ خواتین جنہوں نے پہلے ترجمہ شروع کیا اور نارویجین تھیں انہوں نے کچھ دیر کے بعد اس سے ہاتھ اٹھا لئے اور کہا میں نہیں اب کروں گی اور اس مشکل کے وقت میں نے ناروے کی جماعت کو کہا کہ چیلنج ہے آپ کی نئی نسل کے بچے خدا کے فضل سے ایسے ہیں جنہوں نے نارویجین زبان میں نارویجینز کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اور امتیازی سرٹیفکیٹس ان کو ملے ہیں اور ان کے اساتذہ حیران رہ گئے ہیں کہ غیر قوموں سے آئے اور ہماری زبان میں ہمارے بچوں کو پیچھے چھوڑ گئے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ایسے ہیں جن کو اردو بھی یاد ہے ان کے ماں باپ نے اردو کی نسبت سے بھی ان کی تربیت کی ہوئی ہے تو آپ کے پاس مواد موجود ہے خواہ عمر میں چھوٹی ہوں ان کی ٹیمیں بنائیں اور انہوں نے پھر خدا کے فضل سے اللہ انہیں جزاء دے کہ جو بھی کام کہا جاتا ہے فوراً سرگرم عمل ہو جاتے ہیں اپنی تعلیم جیسی بھی ہو مگر جو اطاعت کا جذبہ ہے وہ ایسا نمایاں ہے کہ ایک سیکنڈ دیر نہیں لگنے دیتے۔ ادھر پیغام ملا اُدھر کام شروع کر دیا تو انہوں نے دیکھتے دیکھتے ٹیمیں بنا لیں اور اس تیزی سے وہ ترجمہ ہوا کہ میں حیران رہ گیا مجھے یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ ترجمہ بوگس نکلا ہی نہ ہو جو اس قدر تیز ہو گیا ہے تو یہاں کی چوٹی کی کمیٹی کو جب اس کا دیکھنے کا کہا تو انہوں نے کہا کہ بہترین ترجمہ ہے ایک نقص بھی ہم نہیں نکال سکے تو یہ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اب یورپ میں ہمیں وہ نئی نسلیں عطا کر دی ہیں جن کو وہاں کی زبان انہی لوگوں سے سیکھنے کی توفیق ملی ہے جس طرح ان کے بچوں نے سیکھی ویسے انہوں نے سیکھی اور اردو بھی آتی ہے بہتوں کو انگریزی بھی آتی ہے تو ہماری بڑھتی ہوئی لٹریچر کی ضرورتیں جن کے متعلق فکر رہتا ہے کہ اب کیسے پوری ہوں گی اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے دیکھتے دیکھتے ہماری کوشش کے بغیر خود بخود پوری کر دیں اور پھر ان کے دلوں پر قبضہ کر لیا۔ درپیش

ہیں ملنے والی نئی نسلوں کو اپنے آپ کو اسی طرح پیش کر دینا جس طرح تمام یورپ میں جب کوئی کہانی ہے احمدی بنگال اور بچیوں نے پیش کیا ہے اس کی مثالیں آپ کو دنیا میں دکھائی نہیں دے سکتی یہاں تو پلنے والے بچے اپنے گھروں کے نہیں رہتے اپنے ماں باپ سے اجنبی ہو جاتے ہیں کجا یہ کہ مذہب کے نام پر جو اس زمانہ میں ایک قدیم سی بات سمجھی جاتی ہے ان کو بلایا جائے اور ذوق شوق سے آئیں اور سنیں کہ لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں تو بغیر بلائے بھی آنے شروع ہو جائیں۔ خط لکھیں اصرار کریں کہ ہم کبھی تو ہیں ہمیں کبھی تو خدمت کا موقع دو۔ پس اس پہلو سے اب کوئی بھی ایسی آواز نہیں ہے جو اٹھائی جائے اور اس کے جواب میں لبیک لبیک کی آوازیں نہ آئیں۔ یہ بھی تو اللہ کا فضل ہے جو آسمان سے اترا ہے۔ یہ بھی اس بہار کا حصہ ہے جس کا میں نے ابتداء میں ذکر کیا تھا کہ بہار کا موسم آگیا ہے اٹھو اٹھو اب وہ خزاں کی باتیں پیچھے چھوڑ دو پس جہاں خدا کے فضل سے پہلے سے بہار ہے اس میں مزید تر و تازگی کی گنجائش تو ہمیشہ رہتی ہے۔ اسی لئے ناروے کی جماعت کو چاہیئے کہ دعائیں کرے، استغفار کرے اور ایک پہلو کی طرف خصوصیت سے توجہ کریں کہ بعض دفعہ خدمت دین کرنے والے خدمتِ دین کو اتنا اہم سمجھتے ہیں کہ اپنی نادانی نا سمجھی کی وجہ سے بنیادی باتوں سے غافل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً نماز با جماعت ہے، نماز کا ترجمہ ہے قرآن کریم سے محبت اور اس کی تلاوت ہے بنیادی دینی اخلاق ہیں تو کئی دفعہ یہ بھی دیکھا گیا ہے یہاں کہ ابھی میرے سامنے ایسی باتیں آئیں لیکن پاکستان میں بسا اوقات جب میں صدر مجلس تھا کہ ابھی مجلس عاملہ ہے جو باہر نماز کھڑی ہوئی ـ ؟ بھی اور یہ اپنے دفتر میں مجلس عاملہ کے بیٹھے ہوئے تھے ان کو میں نے ڈانٹا میں نے کہا جس مقصد کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو جس مقصد کو بطور خاص سنبھال رکھا ہے اس کو بھلا کر تم کیا خدمت سرانجام دو گے، کسی ایسی مجلس کی ضرورت نہیں ہے۔

روحانی زندگی ایک ایسی عظیم چیز ہے کہ جب یہ عطا کی جاتی ہے تو جس کو عطا کی جاتی ہے اس کی طرف سے عطا کرنے والے کو بھی ایک فیض ملتا ہے وہ اور بھی زیادہ زندہ ہو جاتا ہے اور جو زندہ ہو وہی زندگی بخش سکتا ہے غیر زندہ کو توفیق نہیں ملتی ـــ!

نماز کے قیام کا مذہب کی تعلیم میں سب سے نمایاں حصہ ہے یہ وہ مقصد ہے جس کی خاطر انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ جہاں خدا تعالیٰ نے خود سہولتیں مہیا فرمائی ہیں۔ اجتماعی طور پر جماعت ان سہولتوں سے فائدہ اٹھاتی ہے جب اجتماعی باتیں ہوں سفر کے دوران یا ویسے بعض ضرورتیں ہوں جہاں خدا نے اجازت دی ہے کہ نمازیں جمع کرو وہاں جماعت نمازیں جمع کرنے کو برا نہیں سمجھتی۔ مگر ایک نظام کے تحت کام ہوتا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ جماعت کھڑی ہو جائے اور کچھ لوگ کہیں ہم مجلس عاملہ کی میٹنگ میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کا فرض ہے کہ ہر کام کو چھوڑ کر جب عبادت کے لئے آواز آئے تو اس کے سنتے حاضر ہوں اور اجتماعی طور پر باجماعت نماز ادا کریں سوائے اس کے کہ نظامِ جماعت، ان کو کسی کام پر مقرر کرے اور ایسی صورت میں بھی نماز باجماعت کے بعد ان کو پھر باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے وہ لوگ جو کارکن ہیں ان کے لئے ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ ان کو بعد میں اکٹھا ایک امام کے تابع نماز پڑھنے کا

موقع مل جائے۔

تو ناروے کو میری نصیحت یہ ہے کہ اوّل تو جو اس وقت بے کار تھے ان کو بھی کام میں لائیں اور اس طرف تیں لے اسے اشارے کر دیے ہیں کیا کیا طریق ہیں اور دوسرا یہ کہ جو نوجوان خدمت کر رہے ہیں ان کی بنیادی تربیت کی طرف توجہ دیں اور یہ دیکھیں کہ اس خدمت کے ساتھ ساتھ وہ بحیثیت مومن خدمت کے شایانِ شان بھی ہیں کہ نہیں۔ ان میں ایمان کی صفات عمل کے ساتھ جلوہ گر ہیں کہ نہیں۔ خالی ایمان اگر کوئی جلوے دکھاتا بھی رہے تو جب تک وہ عمل ساتھ نہ ہو جس کا قرآن کریم نے بطور شرط ذکر کیا ہے۔ یہ ایمان کچھ دیر کے بعد مرجھا جائے گا۔ اس کو عبادت زندہ رکھتی ہے اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ (البقرہ: ۴) مومن وہ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور پھر خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ یہ سادہ سی تعریف ہے مگر انسانی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت ناروے خصوصیت سے اس پہلو کی طرف بھی توجہ دے گی کیونکہ اگر یہ کرے گی تو ان کی نیکیوں کو استقلال نصیب ہو جائے گا، ان کی نیکیاں دائمی ہو جائیں گی کیونکہ عبادت کرنے والے کی نیکیوں کی حفاظت عبادت کرتی ہے "اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (العنکبوت: ۴۶)

قرآن کریم نے جو صفات بیان کی ہیں نماز کی اور نمازی کی اس سے پتہ چلتا ہے کہ سب تربیتوں سے بڑھ کر تربیت یہ ہے کہ کسی شخص کو باجماعت نماز کا عادی بنا دیا جائے اور پھر نماز کے قیام میں یہ بات لازم ہے کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے اس کو نماز کا ترجمہ بھی آتا ہو سوچ سمجھ کر پڑھے اس مضمون میں جو نماز کے دوران پڑھا جاتا ہے تربیت کے بے انتہا مصالح موجود ہیں وہ مصلحتیں جن کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے وہ عبادتیں مقرر فرمائی ہیں وہ تبھی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اگر آپ کو ان کا ترجمہ آتا ہو، ان کا مضمون سمجھتے ہوں، ان کے مضمون پر غور کرنے کی عادت پڑ جائے تو پھر ان میں سے نئی نئی باتیں از خود پھوٹتی چلی جائیں گی ہمیشہ کا رزق نصیب ہو جائے گا، ایسا رزق جس میں نفاد نہیں، جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ سب دنیا کی جماعتوں کو ان دو نصیحتوں پر خصوصیت سے عمل کی توفیق بخشے جو ایک کینیڈا کو خصوصاً پیشِ نظر رکھ کر کی ہے اور ایک ناروے کو بالخصوص پیشِ نظر رکھ کر کر رہا ہوں۔

دعوت الی اللہ صرف پیغام پہنچانے کا نام نہیں پیغام پہنچانے کے لئے فضا کو سازگار کرنا اس کی تمام ماحولیاتی ضروریات پوری کرنا ہر قسم کی خدمتیں جو دعوت الی اللہ کرنے والوں کو ذاتیت عطا کرتی ہیں ان کے لئے کام میں ممد ہوتی ہیں یہ سب دعوت الی اللہ کے کام ہیں

اب میں ان آیات کی طرف آتا ہوں اگر بقیہ وقت میں یہ بیان نہ بھی ہو سکیں تو ان شاء اللہ اگلے خطبہ میں باقی مضمون میں ادا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ " وہ لوگ جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں "وَمَنْ حَوْلَهٗ" اور جو اس کے ارد گرد ہیں يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وہ سب اپنے رب کی حمد کرتے ہیں اور

حمد تسبیح کے ساتھ کرتے ہیں "یسبحون بحمد ربہم" یا تسبیح حمد کے ساتھ کرتے ہیں۔ تسبیح سے مراد یہ ہے کہ اس کو ہر نقص سے پاک بیان کرتے ہیں اور سچی گواہی دیتے ہیں۔ نظر رکھنے کے بعد یہ بیان دیتے ہیں کہ ہمارا رب ہر نقص سے پاک ہے۔ ہر ایک صفت کو جس طرح دنیا میں عمل پیرا ہوتے انہوں نے دیکھا وہ یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے کہیں بھی صفات الٰہی کی جلوہ گری میں کوئی نقص نہیں پایا یہ مضمون ہے تسبیح کا اور یہ بہت وسیع مضمون ہے۔ اور اگر یہ مضمون نہیں تو تسبیح بالکل بے معنی ہے۔ کیونکہ اگر آپ کسی شخص کے متعلق یہ اعلان کریں کہ وہ نقص سے پاک ہے اور آپ کو اس سے واقفیت ہی کوئی نہ ہو اور آپ نے زندگی کا بہت تھوڑا حصہ اس کے ساتھ گزارا ہو، اکثر ناواقف ہوں اس کی عادتوں کا علم نہ ہو، اس کے ماحول کا علم نہ ہو، دنیا کی عدالت بھی اس کو رد کر دے گی، اس گواہی کو قبول نہیں کرے گی۔

پس اللہ کی شان کے خلاف ہے کہ بعض لوگوں کی گواہی اپنے حق میں پیش کر رہا ہو اور وہ گواہ جھوٹے ہوں یا ناعلم ہوں۔ پس ان مومنوں کی گواہی ہے جو اپنے دعوے میں خالص ہیں۔ انہوں نے واقعۃً تمام زندگی صفات باری تعالیٰ کی جلوہ گری کو دیکھا ہے اور جہاں بھی دیکھا ہے نقص سے پاک دیکھا ہے۔ وہ ہیں "الذین یحمدون ربہم" اور پھر نقص سے پاک ہی نہیں دیکھا بلکہ ہر نقص کے مقابل پر جو مقابل صفت حسنہ ہے، ایسی خوبی ہے جو مثبت حیثیت رکھتی ہے اس کو بھی جلوہ گر دیکھا ہے۔ اگر ایک شخص کے متعلق کہا جائے کہ وہ بدنظری نہیں کرتا تو یہ ایک پہلو ہے نقص سے پاک ہونے کا اعلان ہے مگر اس کی نظر اور اچھے کاموں میں اگر استعمال نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے جلووں کا مشاہدہ محبت اور پیار سے نہ کرنے والی ہو، اس کو پتہ ہی نہ ہو کہ حسن کس طرح جلوہ گر ہوا ہے تو اس کے متعلق یہ گواہی بالکل ہی ناقص اور معمولی گواہی ہوگی۔ مگر اگر وہ بدنظری سے پاک ہو اور حسن نظر رکھتا ہو تو پھر اس کی نظر میں ایک عجیب شان پیدا ہو جاتی ہے۔

یہی مضمون ہے "یسبحون بحمد ربہم" وہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرتے ہیں، نظر ڈالتے ہیں اور بالکل سچی گواہی دیتے ہیں، عینی گواہ کے طور پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں جہاں ہماری نظر گئی ہے ہم نے کبھی بھی صفات باری تعالیٰ میں کوئی نقص نہیں دیکھا اور اس کے برعکس دور و نزدیک ہمیشہ خدا تعالیٰ کی صفات کو مثبت، خوبصورت، دلکش، مفید عام صفات کے طور پر جلوہ گر دیکھا ہے۔ یہ گواہی دینے والے ہیں جن کے متعلق فرمایا وہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ "ویؤمنون بہ" اور وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اب یہ دلچسپ انداز ہے اس آیت کا کہ پہلے یہ گواہی دی ہے، بعد میں فرمایا ہے "ویؤمنون بہ" ایمان پہلے نہیں کہا، گواہی پہلے دی ہے۔ جو سوال کرنے والا تھا اس کا سوال تو یہ تھا کہ عرش کیا چیز ہے اور اس کے حوالے سے ہمیں بتائیں کہ کیا مطلب ہے عرش کو اٹھانا۔ یہ تو میں بیان کروں گا انشاء اللہ لیکن اس آیت پر ایسی نظر ڈالنا تو لازم ہے نا کہ آپ اس کو الٹ پھیر کر دیکھیں اچھی طرح کہ کیا کہنا چاہتی ہے۔ اس میں کیا کیا خاص باتیں ہیں جو قابل توجہ ہیں۔

نماز کے قیام کا مذہب کی تعلیم میں سب سے نمایاں حصہ ہے۔ یہ وہ مقصد ہے جس کی خاطر انسان کو پیدا کیا گیا ہے

تو ایک قابل توجہ بات یہ ہے کہ ایمان کا پہلے ذکر نہیں فرمایا بعد میں فرمایا ہے۔ اس موقعہ پر اس میں ایک خاص حکمت ہے۔ اگر ایمان پہلے ہو تو انسان اس کو برائیوں سے پاک ہی سمجھتا ہے۔ جو اپنا پیر ہے اس پر تفصیلی نظر ڈالی ہو یا نہ ڈالی ہو لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ وہ ہر برائی سے پاک ہی ہے، ہر خوبی کا مالک ہے۔ اور اکثر دنیا میں ایمان کی یہ حالت ہے۔ بیچارے لوگ کہ جن باتوں پر ایمان لاتے ہیں یا جن رسولوں پر بھی ایمان لاتے ہیں ان کی عظمت تو بہت ہے دل میں لیکن ایمان کی وجہ سے ان کی خوبیاں بیان کرتے ہیں، خوبیاں دیکھ کر بیان نہیں کرتے۔ ایمان کی وجہ سے برائیوں سے پاک اور ان کی عصمت کے قائل ہوتے ہیں اور اگر کوئی ان کی عصمت پر انگلی اٹھائے تو اس انگلی کو کاٹ دیں گے بلکہ بعض دفعہ اسے بھی قتل کر دیتے ہیں مگر پتہ ہی نہیں کہ عصمت ہے کیا چیز۔ پس وہ مومن اور ہیں جو ایمان کی خاطر اپنے پیاروں کی یا ان کی جن کے حق میں وہ ایمان لاتے ہیں گواہیاں دیتے ہیں کہ وہ ہر نقص سے پاک ہیں، ہر خوبی کے مالک ہیں۔ مگر اللہ جن کی بات کر رہا ہے یہ بہت عظیم لوگ ہیں۔ فرمایا ہے ان کی نظر بہت ہی گہری اور وسیع ہے اور وہ دیانت داری کے ساتھ کامل یقین اور شہادت کے اصولوں پر پورا اترتے ہوئے یہ گواہی دیتے ہیں اور دیتے رہتے ہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کی ذات میں اس کی صفات کی جلوہ گری میں کبھی کوئی نقص نہیں پایا اور نقص کی بجائے ہمیشہ خوبیاں دیکھی ہیں۔ یہ گواہی دینے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ویؤمنون بہ" ان کا ایمان دیکھو کس شان کا ایمان ہوگا۔ اس کو حق الیقین کہا جاتا ہے۔ وہ ایمان جو آگ کی گرمی محسوس کر کے پیدا ہوتا ہے۔ وہ ایمان جو ٹھنڈا پانی پینے والے کو اس کی خوبیوں میں آتا ہے وہ ایمان اور طرح کا ہے۔ اور ٹھنڈا پانی پیتے دیکھا جائے کسی کو وہ ایمان اور ہے۔ تو یہ حق الیقین والے لوگ ہیں۔ ان کی ایسی پختہ گواہی ہے کہ دیکھتے ہیں اور ایمان لے آتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو بخشش طلب کرنے کا حق عطا ہوتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ یہ نہیں بیان فرما رہا کہ وہ اپنے لئے بخشش مانگتے ہیں۔ وہ تو مانگتے ہی ہیں یہاں ان کا عظیم تر مرتبہ بیان ہو رہا ہے۔ فرمایا "ویستغفرون للذین آمنوا" وہ بخشش مانگتے ہیں ان کے لئے جو ایمان لائے ہیں اور ایمان لانے والوں میں ضروری نہیں یہ گواہ نہیں ہیں اور بعض ہیں۔ کچھ کمزور ہیں، کچھ نسبتاً مضبوط ہیں، طرح طرح کے ایمان لانے والے ہیں اور ان کو فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ ان کے لئے بھی بخشش کی دعا مانگی جائے۔ ان بیچاروں کو کہیں اپنی لاعلمی کی وجہ سے نقصان نہ پہنچ جائے، اپنی کمزوریوں کی وجہ سے وہ خدا کی بخشش سے محروم نہ رہ جائیں تو ان پر دوسروں کی فکر غالب آ جاتی ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا استغفار اور اس استغفار کی کثرت دراصل ان سب کے لئے تھا یعنی ان کی کثرت اس لئے تھی کہ وہ استغفار ان سب کے لئے ہوتا تھا جن کی ذمہ داری آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ڈالی گئی تھی۔ پس اس پہلو سے میں اب اس دعا کو یہاں ابھی چھوڑتا ہوں۔ واپس جاتا ہوں عرش کے مضمون کی طرف۔

سب تربیتوں سے بڑھ کر تربیت یہ ہے کہ کسی شخص کو باجماعت نماز کا عادی بنا دیا جائے

"یحملون العرش" سے کیا مراد ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ خدا کسی چیز کا محتاج نہیں کہ وہ اسے اٹھائے۔ اگر عرش پر جلوہ گر ہے عرش پر جا نشین ہے تو جو اسے اٹھائے گا گویا انہوں نے خدا کو اٹھایا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا قرآن کریم تو بار بار فرماتا ہے کہ خدا نے ہر چیز کو اٹھایا ہوا ہے۔ کوئی چیز بھی نہیں ہے جو خدا کے اٹھائے

بغیر انقطاع رہ سکے تو اس کو کس نے اٹھانا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ استدلال کے ساتھ یہ ثابت فرمایا ہے کہ عرش تو مخلوق ہے ہی نہیں کیونکہ خدا تعالےٰ ہر قسم کی تخلیق کا ذکر کرتا ہے وہاں عرش کا ذکر نہیں کرتا اور تخلیق کے بعد عرش پر جلوہ گری کا ذکر فرماتا ہے اور ہمیشہ سے جلوہ گر ہی ہے عرش پر۔ تو کیا اس نے اپنی سیٹ خود بنائی تھی؟ اور اگر نہیں بنائی تھی تو اسی کی طرح دائمی ہے تو دونوں پھر دوام میں ایک دوسرے کے شریک ہو گئے۔ اسی لئے تمام چوٹی کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عرش مخلوق نہیں ہے اور اس لئے مخلوق نہیں ہے کہ صفت ہے ایک اور صفات مخلوق نہیں ہوا کرتیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرش کے مضمون کو خوب کھولا ہے اور یہاں "یحملون العرش" سے آپ کو سمجھ آجانی چاہیئے کہ عرش سے مراد کیا ہے یہاں۔ وہ خدا کے مومن بندے جو اللہ تعالےٰ کے غلبے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔ اپنی تمام طاقتیں پیش کر دیتے ہیں اور اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں جو خدا تعالےٰ کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے ان کی ذمہ داری ہوتی ہے، یہ وہ حمل ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ پس وہ دعا جو آپ کرتے ہیں "ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به" اس کی سمجھ آئی کہ اس سے مراد عرش کا اٹھانا ہے۔ اے خدا ہم تیرے عرش کو اٹھانے والے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ تیری صفات کو اپنے اوپر بھی جلوہ گر کریں اور تمام دنیا میں ان صفات کو نافذ کر دیں، ان صفات کا عرفان بخشیں اور انسانوں کی رگ و پے میں وہ صفات دوڑنے لگیں، یہ ہماری تمنا ہے یہ ہم سے توقعات ہیں۔ پس طاقت کے مطابق ہم سے ہر کام لے اور جس حد تک ہم میں وسعت ہے تیرے عرش کو اٹھانے کی اسی حد تک یہ بوجھ ہم پر ڈال۔

اس مضمون میں جو نماز کے دوران پڑھا جاتا ہے تربیت کے بے انتہا مضامین موجود ہیں۔ جو مصلحتیں نماز کے پیش نظر خدا تعالےٰ نے وہ عبارتیں مقرر فرمائی ہیں وہ تبھی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اگر آپ کو ان کا ترجمہ آتا ہو، ان کا مضمون سمجھتے ہوں اور ان کے مضمون پر غور کرنے کی عادت پڑ جائے

پس سب سے بڑا عرش کو اٹھانے والا وجود حضرت محمد رسول اللہ کا وجود تھا۔ اس لئے وہ توجہ کرنے والے جو یہاں فرشتے ترجمہ کرتے ہیں اور بہت سے علماء اور چوٹی کے بزرگوں نے بھی یہ ترجمہ کیا ہوا ہے وہ اس لئے کرتے ہیں کہ بعض دوسری جگہ بھی فرشتوں کے تواسطے عرش کو اٹھانے کا مضمون بیان ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہاں بھی فرشتوں کا ذکر نہیں ہے۔ اصل عرش اٹھانے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے ساتھی ہیں کیونکہ خدا سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل پر جلوہ گر ہوا ہے۔ کوئی دنیا کا انسان، باشعور انسان علم کے بعد اس کا انکار نہیں کر سکتا یہ کوئی ایسی بات نہیں جس میں فرقوں کا اختلاف ہو بلکہ ہر مذہب والا جب وہ غور سے قرآن کریم پر اور دیکھے گا کہ جس طرح خدا کی صفات قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں اس کا عشر عشیر بھی دوسری الٰہی کتب میں نہیں ملتا اور جس تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہیں اور جس تفصیل سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان پر عمل کر کے اور خود اپنی ذات میں جاری کر کے ان کو دکھایا یہ مضمون اسلام جیسا کہیں کسی دنیا کے خطے میں۔ کسی مذہب میں دکھائی نہیں دیتا۔

تو اصل حمل عرش سے مراد خدا تعالےٰ کی صفات کو جاری کرنا اور ان کا مظہر بننا ہے۔ اور اسی لئے "الذین" سے پہلے جو مضمون ہے وہ ان انسانوں کی بات ہو رہی ہے جو خدا کے پیغام کو رد کر دیتے ہیں اور ان کے مد مقابل وہ انسان بیان ہوئے ہیں جو خدا کے پیغام کو نہ صرف قبول کرتے ہیں بلکہ اس کا مظہر بن جاتے ہیں اور سب سے زیادہ ذمہ داری اس کی ادا کرتے ہیں۔ یہ جو آیات ہیں سورہ المومن سے لی گئی ہیں اور اس کی پہلی آیت حٰم ہے۔ اس میں شروع میں بیان ان لوگوں کا ہے جنہوں نے انبیاء کا انکار کیا۔ صفات باری تعالےٰ کے بیان کے بعد پھر ان کا ذکر شروع کرتا ہے پس جو عرش بعد میں آئے گا اس کا تعلق صفات سے ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "حٰم" یہ وہ قرآن کی آیات ہیں جو خدا کی حمد بیان کرتی ہیں اور اس کا مجد بیان کرتی ہیں اس کی بزرگی کے جلوے دکھانے والی آیات ہیں۔ "غافر الذنب" وہ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ "وقابل التوب" اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے "شدید العقاب" جب پکڑتا ہے تو بہت سخت پکڑ ہے اس کی "ذی الطول" اور اس کی وسعت بہت ہے، اس کی وسعتوں کی انتہا کوئی نہیں۔ اور "ذی الطول" میں بخشش کا بے پناہ ہونا بھی اس میں موجود پایا جاتا ہے۔ پس "ذی الطول" کا جو ترجمہ مصلح موعود نے کیا ہے وہ ہے بڑا احسان کرنے والا، "طول" میں دراصل اس کی وسعت، اس کی عظمت اس کی رحمتوں کی انتہا یہ ساری چیزیں آجاتی ہیں۔ اس لئے ذنب کے مضمون کے بعد فرمایا وہ مغفرت تو کرنے والا ہے لیکن جب دعویٰ کبھی نہ ہو جائے۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ چونکہ مغفرت کرنے والا ہے اس لئے بے دھڑک ہو کر جسارتیں کرنے لگو کیونکہ جب وہ پکڑتا ہے بہت سخت پکڑتا ہے۔ اس کی پکڑ سے پھر کوئی چیز کسی وجود کو بچا نہیں سکتی۔ لیکن یاد رکھنا کہ پکڑ تو مزاج غالب مزاج نہیں ہے۔ جو غالب مزاج ہے وہ "ذی الطول" ہے، بہت ہی کریم ہے، بے انتہا خوبیوں کا مالک اور احسان کرنے والا۔ پس "طول" کے لفظ میں ہر قسم کی صفات کی وسعتیں آجاتی ہیں۔ "لا الٰہ الا ھو" اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے "الیہ المصیر" مگر یاد رکھنا لوٹ کر اس کی طرف جانا ہے۔ پس اس مضمون کے بعد پھر فرمایا کہ جو اہل علم ہیں اہل عقل ہیں، وہ جرأت نہیں کرتے کہ اس کے نشانات کا انکار کریں "مایجادل فی آیات اللہ الا الذین کفروا" صرف کافر ہی ہیں جو پھر اس کی صفات میں بحثیں کرتے ہیں۔ اس کے متعلق بے ہودہ نامناسب باتیں کرتے ہیں اور پھر اپنی طرف سے اپنے حق میں دلائل بھی پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو جدال کرنے والے لوگ ہیں" فلا یغررک تقلبھم فی البلاد" وہ دنیا میں ایسے لوگ دندناتے پھرتے ہیں آزادانہ جو چاہیں کرتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تجھے یہ بات دھوکے میں مبتلا نہ کر دے کہ یہ لوگ غالب ہیں، یہ آزاد ہیں، اپنی من مانیاں کرنے والے ہیں۔ ان کو وسعتیں عطا ہوئی ہیں، جس ملک میں جائیں جو چاہیں پروپیگنڈا کریں۔ فرمایا یہ بات تجھے مبتلا نہ کرے کیونکہ اس سے پہلے بھی جن لوگوں نے جھٹلایا ہے ان کا انجام دیکھو کیا ہوا۔ فرمایا "کذبت قبلھم قوم نوح والاحزاب" اس سے پہلے نوح کی قوم نے بھی جھٹلایا تھا "والاحزاب" اور کئی قسم کے گروہ اور جتھے تھے جنہوں نے جھٹلا دیا تھا جو حضرت نوحؑ کے بعد آئے۔ "من بعدھم" "وھمت کل امة برسولھم" اور ہر امت نے ہر قوم نے جس کی طرف رسول بھیجا گیا ہے ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا "ھمت" پورے ارادے کے ساتھ، پورے عزم کے ساتھ یہ فیصلہ کر لیا۔ "لیاخذوہ وجادلوا بالباطل لیدحضوا به الحق" کہ ارادہ کر لیا کیا ارادہ کر لیا۔ تاکہ وہ اس کو پکڑ لیں اس رسول کو اور "وجادلوا بالباطل" اور باطل کے ذریعے جھوٹ کے ذریعے اس کے ساتھ سخت لڑائی شروع کر دی، ان کی ساری باتیں جھوٹی ہوتی ہیں جب وہ انبیاء کا اور حق کا مقابلہ کرتے ہیں۔

اب آپ دیکھ لیں روزانہ قرآن کریم کی اس آیت کی گواہی بھی پاکستان کے اخبارات میں سے پڑھتے جاتے ہیں اور یہاں کا "جنگ" بھی اور یہاں کے دوسرے اخبارات میں ان لوگوں کی رسائی سے ہر جگہ جو ...

اصل عرش اٹھانے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے ساتھی ہیں کیونکہ خدا سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل پر جلوہ گر ہوا ہے

کے متعلق دیتے ہیں اس میں جھوٹ کی ملونی ضرور ہوتی ہے۔ کہیں قسمت سے کوئی سچی بات منہ سے نکل جائے تو ساتھ جھوٹ شروع کر دیتے ہیں۔ میں نے آج تک احمدیت کے کسی مخالف کو کلیۃً سچا نہیں پایا۔ اکثریت ایسی ہے جو ہماری تعداد میں اکثر جھوٹ بولتی ہے اور احمدیت کے ذکر میں تو جھوٹ لگتا ہے ان کو ماں کے دودھ کی طرح لگتا ہے، وہ اس کے بغیر پل ہی نہیں سکتے۔ تو قرآن کریم نے دیکھو کتنا سچا بیان دیا ہے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹ پر پلتے ہیں۔ ان کے ہتھیار جھوٹے ہوتے ہیں۔ کوئی پاکستان کا ہو یا پاکستان سے باہر ہو، ذی شعور ہو، اس میں انصاف کا مادہ ہو، اگر وہ دیکھے کہ ہمارے مدمقابل ہمارے خلاف کس طرح جھوٹ بولتے ہیں تو صرف یہی بات احمدیت کی صداقت کا قائل کرنے کے لئے اس کو کافی ہونی چاہئے اور قرآن کریم کی عظمت کا بھی اس کو قائل ہونا چاہئے۔ کہ فرمایا یہ ایک دائمی دستور ہے اس میں تم کوئی تبدیلی نہیں دیکھو گے مٹانے کے عزم کے ساتھ جھوٹ کا عزم شامل ہو جاتا ہے اس کے بغیر ان کو گزارہ ہی کوئی نہیں "لیدحضوا بہ الحق" وہ چاہتے ہیں کہ وہ اس کے ذریعے حق کو مٹا دیں بھلا ہو سکتا ہے کہ جھوٹ حق پر غالب آجائے، فرماتا ہے "فاخذتھم" انہوں نے نبیوں کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن میں نے اس سے پہلے ان کو دبوچ لیا۔ ایک آدمی کسی کی طرف دوڑا جا رہا ہو اس کو پکڑنے کے لئے اوپر سے ایک ہاتھ اترے اور گردن سے پکڑ کے، دبوچ کے اس کو اٹھا کے ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دے یہ نقشہ ہے جو قرآن کریم کھینچ رہا ہے "فکیف کان عقاب" انہوں نے کیا پکڑ کرنی تھی دیکھو میری پکڑ کیسی تھی کس شان کی اور کیسی فیصلہ کن پکڑ تھی" "وکذالک حقت کلمۃ ربک علی الذین کفروا انھم اصحاب النار"

(المومن: ۲ تا ۷)۔

یہ وہ مضمون ہے جس کو اگر وہ پڑھیں اور غور کریں تو ان پر کھلنا یہ بات ترسے رہیگا یہ بات کھل جائے گی جنہوں نے کفر کیا کہ وہ لازماً جہنمی لوگ ہیں کیونکہ یہ عادتیں جہنمیوں کی ہیں کہ سچائی کے مقابل پر جھوٹ بولیں اور جھوٹ کو سب سے بڑا ہتھیار بنالیں۔ MAIN STAY ان کی، ان کا اصل سہارا جھوٹ ہو جائے جس کے ذریعے وہ حق کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ، اگر ذرا بھی غور کریں تو ان کو سمجھ آنی چاہئے کہ ہم جو جھوٹ پر منہ مار رہے ہیں ان سے سچ کی خدمت کیسے ہو سکتی ہے اور رب کے کام کیسے جھوٹ کے ذریعے چلائے جا سکتے ہیں۔ یہ مضمون ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کو دکھلا سکتا ہے یہ بات، ان پر روشن کر سکتا ہے کہ وہ جہنمی لوگ ہیں۔ اہل نار وہی ہیں جو یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ خدا کے بندے تو حق کی نصیحت کرتے ہیں اور حق کے ساتھ نصیحت کرتے ہیں۔ "وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر"

(سورہ العصر)

"وتواصوا بالحق" کا مطلب ہے سچ کہنے کی نصیحت کرتے ہیں، سچ بولنے کی نصیحت کرتے ہیں، سچا ہونے کی نصیحت کرتے ہیں مگر سچ کہہ کر، سچ بول کر، سچا بن کر۔ "ب" کے لفظ نے یہ عجیب کرشمہ دکھایا ہے بیک وقت ایک ہی فقرے میں دونوں مضمون پوری طرح سے داخل کر دیئے۔ تو حق کی خاطر کام کرتے ہیں مگر حق طریق سے

سچ بولنے کی نصیحت کرتے ہیں، سچ بول کر۔ سچے اعمال کی نصیحت کرتے ہیں مگر سچے اعمال اپنی ذات میں پیدا کر کے۔

عرش سے مراد خدا تعالیٰ کی صفات حق ہیں اور وہی صفات ہیں جو دراصل مومن اپنی جان پہ اپنے دل پر اٹھاتے ہیں اور مومن کا دل ہی وہ عرش بن جاتا ہے جس پر خدا جلوہ گری کرتا ہے

پس اس پہلو سے اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بالکل روشن کر دیا، خوب کھول دیا کہ ان پر یہ بات کھل جانی چاہئے تھی کہ حق کو اپنے لئے اپنی تائید میں کسی جھوٹ کی ضرورت نہیں ہے اور جس کو تم باطل بھی سمجھ رہے ہو اس کو بھی جھٹلانے کے لئے باطل کام نہیں آسکتا اور حق تمہارے پاس ہے نہیں۔ تو کیسا کھلا کھلا فیصلہ ہے کہ تم لازماً جہنمی لوگ ہو یہ جہنمیوں کی عادات ہیں سمجھتے کیوں نہیں۔

اس کے بعد یہ فرمایا "الذین یحملون العرش ومن حولہ" کیسی بات کھول دی ہے۔ ان کے مقابل پر مومنوں ہیں اور مومنوں کی جماعت کے سردار حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ انہوں نے وہ ساری ذمہ داریاں اٹھائی ہیں جو سچائی کو دنیا میں روشن اور غالب کرنے کے لئے اٹھانی ضروری ہیں۔ پس عرش سے مراد خدا تعالیٰ کی وہ صفات حق ہیں اور وہی صفات ہیں جو دراصل مومن اپنی جان پر، اپنے دل پر اٹھاتے ہیں اور مومن کا دل ہی وہ عرش بن جاتا ہے جس پر خدا جلوہ گری کرتا ہے۔ اس کا جو اگلا حصہ ہے وہ انشاء اللہ میں آئندہ خطبے میں بیان کروں گا اب وقت گزر چکا ہے۔

اعلان نکاح و تقریب شادی

❁ عزیزہ نسرین جہاں بیگم بنت مکرم سلطان احمد صاحب ظفر صدر جماعت احمدیہ انڈیمان نکوبار جزائر پورٹ بلیئر کی تقریب رخصتی مکرم سید رحمن علی صاحب ایم۔ اے ابن مکرم سید شہامت علی صاحب درویش کے ہمراہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۹۵ء کو دارالضیافت لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان دارالامان میں منعقد ہوئی۔ اسی موقعہ پر مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے دعا کروائی۔ عزیزہ کا نکاح ۲۴ر جنوری ۹۵ء کو پڑھا گیا تھا۔ (اعانت بدر ۱۰۰/ روپے)

❁ ۲۴ر دسمبر ۹۵ء کو عزیزم مکرم انیس احمد خان ابن مکرم بابو خان صاحب کا نکاح ہمراہ عزیزہ مکرمہ خالدہ پروین بنت مکرم اختر احمد پٹھان صاحب اجمیر (یو۔پی) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مبلغ ۱۳۰۰۰/- (تیرہ ہزار) روپے حق مہر پر مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ اعانت بدر ۵۰/ روپے

(سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ)

❁ ۲۳ر دسمبر ۹۵ء کو مسجد مبارک قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت قادیان نے عزیزم فاروق احمد ناصر مبلغ سلسلہ احمدیہ آف کوریل کشمیر کا نکاح ہمراہ محترمہ فردوسہ بانو بنت مکرم محمد عبداللہ صاحب نائیک آف آسنور کشمیر پڑھا۔ اعانت بدر ۵۰/ روپے

(سید ناصر احمد نسیم خادم سلسلہ احمدیہ آسنور کشمیر)

تمام رشتوں کے پر مسرت سے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

مشاہدات مصلح موعود رضی اللہ عنہ

از محترم رشید احمد صاحب سونگھڑوی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حواس خمسہ کی قوت بطور نعمت صرف انسانوں کو ہی نہیں دی گئی ہے بلکہ یہ نعمت حیوانوں کو بھی ملی ہے مگر انسان کے اندر ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ حواس خمسہ کی ان قوتوں کے ساتھ ایک ایسی اندرونی صلاحیت بھی دی ہے کہ وہ اِس نعمت حواس خمسہ کے صحیح استعمال کے بعد تحقیق، غور و تدبر کرنے کے بعد اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج بھی اخذ کر لیتا ہے۔ اور وہ صرف خود (اپنے نفس) کو فائدہ پہنچاتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ مگر ان (حواس خمسہ) کو یونہی استعمال کرنے والے کچھ معمولی قسم کے بھی ہوتے ہیں جنہیں کلام الٰہی میں کالانعام (الاعراف ع۲۲ آیت ۱۸۰) ہی قرار دیا گیا ہے۔ مگر کچھ لوگ درجہ بدرجہ اپنی انسانیت کا ثبوت دیتے ہیں۔ اور ترقی کرتے ہوئے اُولی الالباب (آلِ عمران ع۲۰) کے زمرہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ دنیا کے نظاروں کا مشاہدہ کرنے والے کچھ تو یونہی گذر جاتے ہیں گویا دیکھنا نہ دیکھنا برابر ہے۔ ورنہ با صلاحیت لوگ جو بھی دیکھتے یا سنتے یا حواس خمسہ سے مشاہدہ کرتے ہیں تو ایک سے بڑھ کر ایک نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ سائنسدانوں کی ایجادات انہی اصولوں پر قائم ہیں۔ سائنسدان کی مثال تو دنیوی لحاظ سے بڑی بات ہے ایک معمولی بڑھئی بھی جب راستہ چلتے ہوئے کسی لکڑی کو دیکھتا ہے تو اس کی ... نوعیت و افادیت پر غور کرنے لگ جاتا ہے اسی راستہ چلتے ہوئے ایک حکیم (طبیب) مفید جڑی بوٹیوں پر نظر ڈالتے ہوئے ان کی کمزوری کی قیمت لگانے کا سوچتا ہے۔ بہرحال مشاہدہ کرنے والوں کے احساسات و ایجادات جو سامنے آجاتے ہیں تو ان سے ان (مشاہدین) کے مرتبہ و مقام کی عظمت کا کسی قدر اندازہ ہو جاتا ہے (بشرطیکہ ان مشاہدین کو مشاہدہ کرنے کی صلاحیت ہو)

حضرت مصلح موعودؓ نے کتنے مشاہدے کئے ان کو پیش کرنا نہ مقصود ہے اور نہ ہمارے لئے ممکن۔ البتہ فی الوقت صرف چند واقعات مشاہدات (خود حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں) پیش کئے جا رہے ہیں۔

سمجھ ہو جس کی بلیغ وہ سمجھے
نظر ہو جس کی وسیع وہ دیکھے

مئی ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کراچی تشریف لے گئے تھے تو دوران قیام وہاں کا ٹورسٹ پلیس TOURIST PLACE کلفٹن بھی دیکھنے تشریف لے گئے تھے۔ اِس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سمندر کے کنارے چاند کی سیر نہایت پر لطف ہوتی ہے اِس سفر کراچی میں ایک دن ہم رات کو کلفٹن کی سیر کے لئے گئے ... رات کے گیارہ بجے چاند سمندر کی لہروں میں ہلتا ہوا بہت ہی بھلا معلوم دیتا تھا اور اوپر آسمان پر وہ اور بھی اچھا معلوم دیتا تھا جوں جوں ریت کے ہموار کنارہ پر ہم پھرتے تھے لطف بڑھتا جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آتی تھی ..... میری نظر ایک بار پھر آسمان کی طرف اٹھی اور میں نے چاند کو دیکھا جو رات کی تاریکی میں عجیب انداز سے اپنی چمک دکھا رہا تھا۔ اس قریباً پچاس سال پہلے دگر ہائی بنگلہ ۱۸۹۰ء کی بات ہے ناقل) کی ایک رات آنکھوں میں پھر گئی جب ایک عارف باللہ، محبوب ربانی نے چاند کو دیکھ کر ایک سرد آہ کھینچی تھی اور پھر اس کی یاد میں دوسرے دن دنیا کو یہ پیغام سنایا تھا ؎

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

پہلے تو تھوڑی دیر میں یہ شعر پڑھتا رہا پھر میں نے چاند کو مخاطب کر کے اسی جمالِ یار والے محبوب کی یاد میں کچھ شعر خود کہے۔"

(الفضل ۶ جولائی ۱۹۴۰ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد نہم طبع اول صفحہ ۳۵، ۳۶)

یوں اندھیری رات میں اے چاند تو چمکا نہ کر
حشر اک سیمیں بدن کی یاد میں برپا نہ کر
کیا لب دریا مری بے تابیاں کافی نہیں
تو جگر کو چاک کر کے یوں تڑپایا نہ کر
دور رہنا اپنے عاشق سے نہیں دیتا ہے زیب
آسماں پر بیٹھ کر تو یوں مجھے دیکھا نہ کر
عکس تیرا چاند میں گر دیکھ لوں کیا عیب ہے
اس طرح تو چاند سے اے میری جاں پردہ نہ کر
بیٹھ کر جب عشق کی کشتی میں آؤں تیرے پاس
آگے آگے چاند کی مانند تو بھاگا نہ کر
اے شعاعِ نور یوں ظاہر نہ کر میرے عیوب
غیر ہیں چاروں طرف ان میں مجھے رسوا نہ کر
ہے محبت ایک پاکیزہ امانت اے عزیز
عشق کی عزت ہے واجب عشق سے کھیلا نہ کر
ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

(کلام محمود صفحہ ۱۲۸/۱۲۹ مطبوعہ قادیان نومبر ۱۹۸۲)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میری نظر سمندر کی لہروں پر پڑی جن میں چاند کا عکس نظر آتا تھا اور میں اس کے قریب ہوا اور چاند کا عکس اور پرے ہو گیا۔ میں اور بڑھا اور عکس اور دور ہو گیا اور میرے دل میں ایک درد اٹھا اور میں نے کہا بالکل اسی طرح کبھی سالک سے سلوک ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے کوشش کرتا ہے مگر بظاہر اس کی کوششیں ناکامی کا منہ دیکھتی ہیں اس کی عبادتیں اس کی قربانیاں اس کا ذکر اس کی آہیں کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے استقلال کا امتحان لیتا ہے اور سالک اپنی کوششوں کو بے اثر پاتا ہے۔ کئی تھوڑے دل والے مایوس ہو جاتے ہیں اور کئی ہمت والے کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔ مگر یہ دن بڑے ابتلاء کے دن ہوتے ہیں اور سالک کا دل ہر لحظہ مرجھایا رہتا ہے اور اس کا حوصلہ پست ہو ہو جاتا ہے۔ چونکہ چاند کے عکس کا اس طرح آگے آگے دوڑتے چلے جانے کا بہترین نظارہ کشتی میں بیٹھ کر نظر آتا ہے جو میلوں کا فاصلہ طے کرتی جاتی ہے۔ مگر چاند کا عکس آگے ہی آگے بھاگا چلا جاتا ہے اس لئے میں نے کہا ؎

بیٹھ کر جب عشق کی کشتی میں آؤں تیرے پاس
آگے آگے چاند کی مانند تو بھاگا نہ کر

میں نے اس شعر کا مفہوم (اس وقت کے ہمراہی۔ ناقل) کو سمجھانے کے لئے ان سے کہا کہ آؤ میرے ساتھ سمندر کے پانی میں چلو اور میں انہیں لے کر کوئی بیس ساٹھ گز سمندر کے پانی میں گیا اور میں نے کہا دیکھو چاند کا عکس کس طرح آگے آگے بھاگا جاتا ہے۔ اسی طرح کبھی کبھی بندہ کی کوششیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے بے کار ہو جاتی ہیں اور وہ جتنا بڑھتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اس وقت سوائے اس کے کوئی علاج نہیں ہوتا کہ انسان اللہ تعالیٰ ہی سے رحم کی درخواست کرے اور اُسی کے کرم کو چاہے تاکہ وہ اس ابتلا کے سلسلہ کو بند کر دے اور اپنی ملاقات کا

شرف اُسے عطا کرے

اس کے بعد میری نظر چاند کی روشنی پر پڑی کچھ اور لوگ اس وقت کہ رات کے بارہ بجے تھے سمندر پر آ گئے ہوا تیز چل رہی تھی لڑکیوں (ہماری لڑکیاں یعنی خود حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی اور بھتیجی تھیں ان ۔ ناقل) کے برقعوں کی ٹوپیاں ہوا سے اُڑی جا رہی تھیں اور وہ زور سے اُن کو پکڑ کر اپنی جگہ پر رکھ رہی تھیں وہ لوگ گو ہم سے دور تھے مگر میں لڑکیوں کو لے کر اور دور ہو گیا اور مجھے خیال آیا کہ چاند کی روشنی جہاں دلکشی کے سامان رکھتی ہے وہاں پردہ بھی اُٹھا دیتی ہے اور میرا خیال اس طرف گیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کبھی بندہ کی کمزوریوں کو بھی ظاہر کر دیتے ہیں اور دشمن انہیں دیکھ کر ہنستا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا ؎

اے شعاعِ نور یوں ظاہر نہ کر میرے عیوب
غیر ہیں چاروں طرف ان میں مجھے رسوا نہ کر

(الفضل ۶ر جولائی ۱۹۴۰ء بحوالہ ایضاً)

اب حضرت مصلح موعودؓ کے ایک اور مشاہدہ کا ذکر حضور کے ہی الفاظ میں درج ہے جو آپ کی ایک تقریر بمقام قصور مورخہ ۲۵ر جنوری ۱۹۴۲ء کو ہوئی تھی سے مقتبس ہے۔ فرمایا تھا کہ :۔

"میں ایک دفعہ ہندوستان سے باہر گیا۔ وہاں بعض لوگوں نے مجھ سے سوال کیا کہ قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الہام نہیں ہوا تھا۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ آپ نعوذ باللہ جھوٹے تھے۔ مگر قرآن آپ کے دل کے خیالات تھے اور یہ بھی آپ کا خیال تھا کہ کوئی خدا ہے۔ جو یہ آیات آپ پر نازل کرتا ہے۔ ورنہ خدا کا منہ نہیں زبان نہیں پھر کس طرح ہم یہ سمجھ لیں کہ یہ اس کی باتیں ہیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ آپ لوگوں کی یہ دلیل اس شخص پر تو اثر کر سکتی ہے جس نے خود کچھ نہ دیکھا ہو اور عقلی طور پر خدا کا قائل ہو میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کا خادم ہوں اور اس شخص کے متبعین میں سے ہوں جس کا دعویٰ ہے کہ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور جو یہ کہتا ہے کہ میں آپ کا ایک ادنیٰ چاکر ہوں جب میں نے خود خدا کی آواز اور اُس کی باتیں اپنے کانوں سے سُنی ہیں تو تم کیا دلیل سے مجھے منوا سکتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن خدا کی طرف سے نازل نہیں ہوا تھا بلکہ آپ کے دل کے خیالات تھے جو شخص عقلی طور پر خدا کو مانتا ہے وہ بے شک ان دلائل سے متاثر ہوگا کہ جب خدا کا منہ نہیں تو وہ بات کیسے کرتا ہے مگر جس کے کانوں میں خدا کی آواز آتی ہو وہ تو ایسی باتیں کہنے والوں سے یہی کہیگا کہ اے جاہل تیری سائنس اور تیرے علم نے تجھے تباہ کیا حقائق کے سامنے ان کی کیا حقیقت ہے۔ ...... (پھر) ایک انگریز نے مجھ سے سوال کیا۔ سائنس کی اس قدر ترقیوں کے باوجود آپ کا خیال ہے کہ اسلام غالب آئیگا۔ یہ خیال یہاں تک ترقی کر گیا ہے کہ خود مسلمان کا ایجوکیٹڈ طبقہ بھی اس قسم کے سوال کر سکتے ہیں۔ میں نے اُسے جواب دیا کہ مجھے اس کا ایسا ہی یقین ہے جیسے کہ اپنی ہستی کا شملہ کے آریہ سماج کے سیکرٹری صاحب ایک دفعہ مجھ سے ملنے کے لئے آئے اور سوال کیا کہ اسلام کی صداقت کا ثبوت کیا ہے۔ میں نے کہا لمبی باتوں کا فائدہ نہیں وقت بھی اس وقت تنگ تھا ایک چھوٹی سی بات ہے اسلام نے مجھے اپنی صداقت کے متعلق یقین دیا ہے۔ کہنے لگے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مجھے اپنے مذہب پر یقین نہیں میں نے کہا جیسا یقین مجھ کو ہے ایسا تو ہر عیسائی ہر ہندو غرضیکہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کو ہے ایک عیسائی پادری کسی علاقہ میں مارا جاتا ہے تو ہزارہا عیسائی لوگ اس کی جگہ لینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں بعض تبلیغ کرنے والی عیسائی عورتوں کو مردم خور لوگوں نے کھا لیا تو ان کی جگہ لینے کے لئے ہزارہا اوروں نے اپنے نام پیش کر دیئے یہ عملی ثبوت ہے اس بات کا کہ ان کو عیسائیت کے سچا ہونے کا یقین ہے کہنے لگے پھر یقین کسے کہتے ہیں۔ میں نے کہا میں اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر یہ قسم کھاتا ہوں کہ اے خدا اگر اسلام تیرا مذہب نہیں اور قرآن تیری طرف سے نہیں تو ہم سب کو ہمیشہ کے لئے ہدایت سے محروم کر دے اور ہم پر اپنا غضب نازل کر آپ بھی اپنے مذہب کے متعلق ایسی قسم کھائیں کہنے لگے بیوی بچوں کو کیوں شامل کیا جائے میں نے کہا جس کو گولی نے لگنا نہیں اسے ڈر کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو شک ہے اور حقیقت بھی یہی ہے ایمان کے کئی مدارج ہوتے ہیں اور مشاہدہ ایسے مقام پر پہنچا دیتا ہے کہ کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔"

(اصول احمدیت ص۲۱ تا ۲۳ بجز)

مذکورہ بالا دو مشاہداتی واقعات سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اپنے ایمانی و عرفانی مدارج کا علم ہوتا ہے۔ آپ نے ہندوستان کے بعض مشہور قابلِ دید جگہوں کا مشاہدہ بھی کیا اور اپنے تاثرات کو افادۂ عام کے لئے سیر روحانی کے تقریری سلسلوں میں بیان فرمایا ہے۔ خود تو پالیا۔ پالیا کا اعلان کیا اور دوسروں کو بھی دلانے کے لئے جو سبق دیا وہ اسی سیر روحانی کے مشاہدات کا نتیجہ ہی تھا چنانچہ آپ نے جو منتا جنتر مینار نوبت خانے، باغات، دیوانِ عام، دیوانِ خاص، نہریں، لنگر خانے، دفاتر، کتب خانے، مینا بازار، جنتر منتر، سمندر اور محکمہ آثار قدیمہ جیسے مادّی اشیا کو دیکھنے اور سبق لینے کے بعد فرمایا۔

" اس نوبت خانہ سے جو یہ نوبت بجی، یہ کیا شاندار نوبت ہے پھر کیسی معقول نوبت ہے وہاں ایک طرف ڈنڈ بج رہے ہیں ٹوں، ٹوں، ٹوں ٹیں، ٹیں، ٹیں اور یہ کہتا ہے اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان محمداً رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح۔ کیا معقول باتیں ہیں کیسی سمجھدار آدمیوں کی باتیں ہیں۔ بچہ بھی سنے تو وجد کرنے لگ جائے اور ان کے متعلق کوئی بڑا آدمی سوچے تو شرمانے لگ جائے بھلا یہ کیا بات ہوئی کہ ٹوں، ٹوں ٹوں، ٹیں، ٹیں ٹیں، مگر افسوس کہ اس نوبت خانہ کو آخر مسلمانوں نے خاموش کر دیا۔ یہ نوبت خانہ حکومت کی آواز کی جگہ چند مرثیہ خوانوں کی آواز بن کر رہ گیا اور اس نوبت کے بجنے پر جو سپاہی جمع ہوا کرتے تھے اور کروڑوں سے دسیوں پر آ گئے اور ان میں سے بھی ننانوے فیصد صرف رسماً اُٹھک بیٹھک کر کے چلے جاتے ہیں۔ تب اس نوبت خانہ کی آواز کا رعب جاتا رہا۔ اسلام کا سایہ کھچنے لگ گیا۔ خدا کی حکومت پھر آسمان پر چلی گئی اور دنیا پھر شیطان کے قبضہ میں آگئی۔ اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!!! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں ایک دفعہ پھر اپنے (باقی ص۱۵ پر)

بقیہ طبع اوّل: دسمبر ۱۹۴۲ء

ہندوستان میں اتفاق و اتحاد اور امن کے قیام کیلئے

حضرت مصلح موعودؓ کی قابل تحسین و لامثال کوشش

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا قابل تحسین سیاسی و ملی کارنامہ جو ہندوستان کے جملہ فرقہ ہائے اسلامی کی تنظیم اور ان کے درمیان اتحاد پیدا کرنے نیز ہندو مسلم اتحاد قائم کرنے کے لئے آپ نے انجام دیا یہ ہے۔ کہ آپ نے مسلم لیگ کے ایک اجلاس میں جو ۱۹۲۴ء میں منعقد ہوا نمائندگان مسلم لیگ اور ہندو سرداران کے سامنے مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ زبردست سکیم پیش کی تھی کے چند ایک اقتباسات بطور نمونہ رقم ذیل کئے جاتے ہیں۔

چونکہ باوجود اس کے کہ ہماری جماعت کی نسبت عموماً اور میری نسبت خصوصاً یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ہمیں مسلمانوں کی عام سیاسی حالت سے دلچسپی نہیں اور ان کے مصائب کو ہم بے پرواہی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہمارے دل ان کی تکالیف کو دیکھ کر زخمی ہیں۔ اور ان کی مشکلات کا معائنہ کر کے خون کے آنسو بہاتے ہیں۔ اور چونکہ مجھے کارکنان مسلم لیگ نے شمولیت کی بھی دعوت دی ہے۔ میں یہ چٹھی چند سطور لکھ کر بطور مشورہ آپ لوگوں کی خدمت میں اپنے نمائندوں کے ذریعہ سے اور اس مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ سے پیش کرتا ہوں:

میرے نزدیک مسلمانوں کی پچھلی تباہی کا بڑا موجب ہی ان کی جداگانہ ہستی کا فقدان تھا۔ اور میں برابر چار سال سے ان کو اس امر کی طرف توجہ دلا رہا ہوں مگر افسوس کہ ان کو اس وقت اگر توجہ ہوئی ہے جب وہ بہت کچھ کھو چکے ہیں۔

جب ایک مسلم لیگ کی ضرورت ہے نہ کسی خاص سیاسی نقطۂ نگاہ کی پابند جماعت کی۔ تو ہمیں مسلم لیگ کے قواعد بھی ایسے بنانے چاہئیں۔ جو ہمیں کسی خاص سیاسی نقطۂ نگاہ کا پابند نہ بناتے ہوں۔ بلکہ اس کے قواعد کو ایسا وسیع بنانا چاہئے۔ کہ ہر سیاسی نقطۂ نگاہ کے لوگ اس میں شامل ہو سکیں

یاد رکھنا چاہیئے کہ اتحاد کا ایک ہی طریق ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم اختلافات کو سننا اور دیکھنا برداشت کر سکیں سیاسی کامیابی کا ایک ہی گر ہے۔ کہ جب اختلاف ہو تو ہم اس اختلاف کو تسلیم کریں۔ اور دلائل سے اس پر غالب آنے کی کوشش کریں نہ کہ قطع تعلق سے اس کو دبانے کی سعی۔

لیگ کا صرف یہ کام نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کی غیروں کے مقابلہ میں حفاظت کرے۔ بلکہ اس کا یہ کام بھی ہونا چاہیئے۔ کہ وہ مسلمان جماعتوں کو آپس کی لڑائیوں اور ایک دوسرے کی حق تلفیوں کا بھی فیصلہ کرے۔ اور مختلف جماعتوں کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنائے۔

ہندو مسلم اتحاد کے بنیادی اصول

۱۔ کوئی اتحاد قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ ان لوگوں کے جذبات کو مدنظر نہ رکھا جائے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ عوام الناس ان قربانیوں کا مطالبہ نہ کیا جائے جن کے وہ متحمل نہیں ہو سکتے۔ اگر ان کی روایات، عادات اور جذبات کے خلاف ان سے مطالبہ کیا جائے تو وہ کبھی اس کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔

اتحاد کی بنا صرف اس امر پر رکھی جا سکتی ہے کہ ہر ایک قوم دوسرے کے مذہبی امور میں دخل نہ دے۔ نہ اس امر پر کہ ایک قوم دوسری قوم کے مذہبی اور تمدنی امور کو اپنی مرضی کے مطابق پورا کرانے کی کوشش کرے۔ ہر مذہب کے پیروؤں کو ذاتی اعمال میں پوری آزادی ہونی چاہیئے۔ مسلمانوں کو دسہرہ وغیرہ کے جلوسوں پر اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔ اور ہندوؤں کو تعزیہ وغیرہ پر اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح مساجد کے پاس سے اگر جلوس نکالیں۔ تو مسلمانوں کو اس پر چڑنے یا ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

۲۔ ایک دوسرے کے بزرگوں کو گالیاں نہ دی جائیں۔ اس سے زیادہ غیر شریفانہ بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ ایک دوسرے کے بزرگوں کو گالیاں دی جائیں۔

قیام امن کے متعلق تجاویز

۱۔ تمام مذاہب کے پیرو اس امر پر متفق ہو جائیں۔ کہ وہ مذہب کے متعلق کوئی تصنیف یا تقریر کرتے ہوئے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں گے۔

۲۔ ہر مذہب کے پیرو اپنی مسلمہ کتب کے نام لکھوا دیں۔ اور جو شخص کسی مذہب کے متعلق لکھے اس کی مسلمہ کتب ہی کی بنا پر لکھے

۳۔ تمام مذاہب کے پیرو آپس میں معاہدہ کریں۔ کہ وہ اعتراض اپنے مخالف پر نہ کریں جو خود ان کے مسلمات پر بھی پڑتا ہو۔

۴۔ تبلیغ مذہب ہرگز منع نہ ہو گی اور ہر ایک قوم کا حق ہو گا کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرے۔ یہ امید کرنی کہ سیاسی سمجھوتہ کے ساتھ مذہبی تبلیغ بند کر دی جائے ایک نہ پوری ہونے والی امید ہے۔ بلکہ ایک مجنونانہ خیال ہے جس کو عقل دھکے دیتی ہے ہاں یہ بات ضرور ہونی چاہیئے کہ تبلیغ جائز طریقوں سے ہو۔ اور اس کو باہمی مناقشات کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ مثلاً دنیاوی دباؤ ڈال کر کسی شخص کا مذہب نہ بدلوایا جائے یا سیاسی طور پر قوموں کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

۵۔ جو کام ایک قوم کر رہی ہو۔ وہ دوسری کو اس کام سے روکنے کا حق نہیں رکھتی۔ مثلاً ہندو لوگ مسلمانوں سے چھوت کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی حق ہونا چاہیئے کہ وہ ان سے چھوت کریں۔ اگر ہندوؤں کے چھوت کرنے کے باوجود ہندو مسلمانوں کی صلح ہو سکتی ہے۔ تو کیوں مسلمانوں کے چھوت کرنے سے صلح میں فرق پڑ جاتا ہے۔

۶۔ چھٹی بات جس کا فیصلہ صلح کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ وہ مختلف اقوام کے حقوق کا تصفیہ ہے۔ جو نیابتی مجالس اور خدمات سرکاری کے متعلق مختلف اقوام کو حاصل ہونے چاہئیں۔

آئندہ معاہدہ دو قوموں کے درمیان نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ایسے اصول پر ہونا چاہیئے کہ خواہ کتنی بھی قومیں کیوں نہ ہوں۔ ان کے حقوق کی حفاظت اس معاہدہ کے ذریعہ ہو جائے اور جھگڑے کی صورت ہی نہ پیدا ہو۔

آئندہ نظام اس طریق پر قائم کیا جائے کہ ہر ایک قوم کو اس کی تعداد آبادی کے مطابق حق نیابت ملے۔ صرف یہ رعایت ہو کہ قلیل التعداد اقوام کو اگر ان کی تعداد اس حد تک پہنچے کہ ان کو نصف ممبری کا حق ملتا ہو۔ تو ان کو پوری ممبری کا حق دیا جائے اور یہ حق کثیر التعداد قوم سے دلوایا

جائے۔ بشرطیکہ اس کی کثرت قلت سے نہ بدل جائے۔ اسی طرح یہ استثنا کیا جائے۔ کہ جو اقوام کہ ملک میں بڑی اہمیت رکھتی ہوں۔ لیکن تعداد کے لحاظ سے ان کو ممبری کا حق نہ ملتا ہو۔ ان کو ایک ممبری کا حق دیا جائے۔

ملازمتوں کے حقوق کا سوال زیادہ پیچیدہ ہے۔ جس جس صوبہ میں جو قومیں ملازمتوں پر زیادہ قابض ہیں۔ ان کی بھرتی انہیں اصول کے مطابق جو امپیریل سروس میں انگریزوں کی بھرتی کم کرنے کے لئے تجویز کئے گئے ہیں کم کر کے اس وقت تک بڑھادیا جائے۔ کہ جائز حق پر قابض ہو جائیں۔

۶۔ ہر ایک قوم کا انتخاب اس کی اپنی قوم کے افراد کے ذریعہ سے کیا جائے۔

۷۔ ایسے قواعد تجویز کئے جائیں کہ جن کی موجودگی میں کثیر التعداد قومیں قلیل التعداد قوموں پر ظلم نہ کرسکیں یا ایسے قواعد نہ بنا سکیں۔ جو ان کے عقائد یا احساسات کے خلاف ہوں۔

جس امر کا خوف ہے وہ یہ ہے۔ کہ ایسے قوانین نہ بنائے جائیں جو بظاہر تو سیاسی یا تمدنی ہوں لیکن ان کا اثر دوسرے کے مذہب یا اس کے وقار کے خلاف ہو۔

۸۔ ایسے قوانین بنائے جائیں جن کی مدد سے اس وقت کہ دو قوموں میں جھگڑا پیدا ہو جائے۔ فساد کو روکا جاسکے۔ اور اسے پھیلنے نہ دیا جائے۔

۹۔ ایسی تدابیر اختیار کی جائیں۔ کہ یہ مراعات۔ ہمیشہ کے لئے قائم رہیں۔ آگے وہ تدابیر بتائی ہیں۔ مثلاً یہ کہ:

الف: ان اقوام و مذاہب کو جو اس وقت ہندوستان میں موجود ہیں۔ ہندوستان سے باہر نکال لینے یا اُن کے حقوق کو دوسری اقوام کے مقابلہ میں محدود کرنے کا فیصلہ کرنے کا کبھی کسی کثیر التعداد جماعت یا جماعتوں کو حق نہ ہوگا۔

یہ شرط گو اس وقت مضحکہ انگیز معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اگر ہندوستان کے پیچھے طور پر حکومت خود اختیاری کے متمنی ہوں تو ان کو ایسے امکانات کے احتمال کو بھی ماننا پڑے گا۔

ب: جو امور کہ اس بین الاقوامی معاہدہ میں طے ہوں۔ وہ صرف اس صورت میں بدلے جاسکیں جب وہ مندرجہ ذیل حالات سے گذر جائیں۔ ان حالات کی آپ نے اس چٹھی میں تشریح فرمائی ہے۔

ج۔ یہ معاہدہ ملک کی کانسٹی ٹیوشن میں داخل سمجھا جائے۔ اور اس کے خلاف کرنے والی جماعت کو باغی قرار دیا جائے۔ خواہ وہ اس وقت مجلس نمائندگان میں کثرت ہی کیوں نہ رکھتی ہو۔ اور ملک کی حکومت پر قابض ہی کیوں نہ ہو اور اس کے خلاف ہر ممکن تدبیر کرنے کی اور اصل قانون کو قائم کرنے کی خواہ زور اور طاقت کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو دوسری قوم یا قوموں کو اجازت ہو۔ اور ان کا یہ فعل بغاوت قرار نہ دیا جائے۔ مذکورہ بالا تدابیر پر عمل کرنے سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اعتماد اور اعتبار کی صورت پیدا ہو جائے گی اور اختلافات یا پیدا ہی نہ ہوں گے۔ یا ان کا فوراً سدِ باب ہو سکے گا۔"

یہ ملک کے بہترین خیر خواہ اور مدبّر انسان کی پُر اخلاص اور صائب ترین تجاویز کا ایک مجمل سا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ جو اس نے مسلم لیگ اور کانگرس اور دیگر سیاسی جماعتوں کے لئے اجمال مگر جامعیت اور کمال معقولیت کے ساتھ لائحہ عمل کی صورت میں ملک کے دانشمند اور شریف اہل الرائے طبقہ کے سامنے رکھا تھا۔ جس پر ملک کی حقیقی اور مضبوط امن کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ اب ملک کا کام تھا کہ وہ ان نادر اور باعث امن تجاویز کو جلد از جلد عملی صورت دیتا اور اسے دستور العمل بنا لیتا۔ اور اس کے شاندار خوشگوار نتائج سے بہرہ اندوز ہوتا۔ مگر افسوس ملک و ملت نے اس آواز پر کان نہ دھرا اور اب تک اس کی اس شاندار مخلصانہ اور مدبّرانہ خدمت سے فائدہ نہ اٹھایا لیکن یہ یقینی اور اٹل امر ہے کہ جب بھی ہندوستان کے حقیقی امن اور اتحاد کا سوال پیدا ہوگا۔ اس کا حل صرف اور صرف انہیں تدابیر کے ذریعہ ہوگا۔ بلکہ اس کی پر امن اور کامل آزادی اور ترقی کی بنیاد بھی انہی اصول پر رکھی جائے گی۔ اور جب تک ان تجاویز کو ہندوستان کی اقوام اپنے عمل میں داخل نہ کریں گی۔ تب تک ہندوستان کی کوئی قوم خواہ وہ کتنی بڑی طاقت رکھتی ہو کبھی مسرت و شادمانی اور امن کا منہ نہیں دیکھ سکے گی لیکن زمانہ ان پر انصاف و تدبّر تجاویز کو نہایت ہی تلخ تجربہ کے بعد واقعات کی شہادت سے ملک کے لئے مفید ترین ثابت کرنے کے لئے سرعت کے ساتھ تیاری کر رہا ہے۔

فتنہ و فساد کی رُوح کو کچلنے کیلئے سرفروشانہ اقدام

پھر آپ نے یہ بھی اولوالعزمانہ کارنامہ سرانجام دیا۔ جو ہندوستان کی فضا کو پُر امن بنانے کے لئے بہت بڑے جہاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ کہ آپ نے جماعت احمدیہ کی ان تمام شاخوں کو جو ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس جانبازی کے کام کے لئے تیار کیا۔ کہ وہ ملک سے فتنہ و فساد کی روح کو کچل دے اور ہر ایک ایسی خوفناک تحریک کا مقابلہ کرے۔ جو ملک میں خونریزی اور قتل و غارت کی محرک ثابت ہو اور دہشت انگیزی کا باعث بنتی ہو۔

اس اولوالعزم امام نے اس سرفروشانہ کام کے لئے جماعت احمدیہ سے خاص قربانیوں کا مطالبہ کیا کیونکہ یہ لازمی امر ہے۔ کہ اس قسم کے افعال سے رو کنے والے کو بھی جان پر کھیلنا پڑتا ہے۔ اور اس قسم کے جرائم پیشہ لوگوں کا رُخ درمیان میں حائل ہونے والے اور رو کنے والے کی طرف پلٹ جاتا ہے چنانچہ آپ نے خطبہ جمعہ شائع شدہ اخبار الفضل مورخہ ۷ جولائی ۱۹۴۲ء کے ذریعہ جماعت ہائے احمدیہ کو بالفاظ ذیل اس جہاد عظیم کے لئے تحریص دلائی۔

"ہمارا مقصد بلند ہونا چاہیئے اور ہمارا یہ کام ہونا چاہیئے۔ کہ ایک طرف امن شکن اصولوں کا مقابلہ کریں۔ اور دوسری طرف گورنمنٹ کے خوشامدیوں سے شدید نفرت کریں آج کل بمباری اور قتل و غارت کے اکثر واقعات ہو رہے ہیں۔ اور بلا وجہ لوگوں کا خون بہایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ اتنی عجیب بات ہے کہ میں بعض دفعہ حیران ہو جاتا ہوں۔ اور سوچا کرتا ہوں۔ کہ انسان دوسرے انسان کو کس طرح قتل کر سکتا ہے۔

ان حالات میں ہماری جماعت کی ذمہ واریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جس جس صوبہ میں اس قسم کے واقعات ہوں۔ ان کا مقابلہ کیا جائے۔ یعنی اس فتنہ انگیزی کی روح کا مقابلہ کیا جائے ورنہ ہمیں کسی کی ذات سے کوئی رنجش نہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۳

دل کے خون اس قرنا میں بھر دو ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تاکہ تمہاری درد ناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے اسی غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے میری آواز نہیں۔ میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں تم میری مانو خدا تمہارے ساتھ ہو! خدا تمہارے ساتھ ہو!! خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ"

(سیر روحانی جلد سوم صفحہ ۲۸۵-۲۸۷) بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۵۳۱ تا ۵۳۲

یاد رفتگاں

مکرم ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کا ذکر خیر

میرے والد مکرم ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ۷ر اگست ۹۵ء کو اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے والد صاحب کی وفات ہمارے لئے بہت بڑا سانحہ ہے۔

میرے والد صاحب کو خدا نے آٹھ بیٹیوں اور تین بیٹوں کی نعمت سے نوازا تھا۔ ابوجان نے ہم لڑکیوں کو بے حد پیار محبت شفقت سے رکھا اور زندگی میں کبھی بھی یہ احساس نہ ہونے دیا کہ ہم بھائیوں سے کسی بھی صورت کم ہیں

پیارے ابوجان نے بچپن سے ہی ہمارے دل میں احمدیت اور خلیفۃ المسیح سے محبت ڈالی تھی نماز پنجگانہ کا خاص التزام کرتے تھے اور گھر میں روزانہ جماعت سے نماز پڑھاتے تھے روزانہ کلام پاک کی تلاوت پر بے حد زور دیتے تھے۔

آپ اللہ تعالیٰ پر بے حد بھروسہ رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی بے حد پیارے رنگ میں ہماری مدد کر کے اپنی محبت کے جلوے دکھایا کرتا تھا مجھے یاد ہے کہ جب میں سکول میں پڑھتی تھی تو مجھے سکول سے لے کر موٹر میں گیس کا سلنڈر بھروانے فورٹش سٹیڈیم کی طرف جا رہے تھے (ہماری کار گیس پر چلتی تھی) راستے میں فیول ٹینک کی سوئی RESERVE سے ہوتی ہوئی خالی پر پہنچ گئی ابھی ہم منیر پاؤ برج کے قریب تھے میں نے کہا کہ اب یہ کار چڑھائی تو برج کی نہیں چڑھ سکتی تو مسکرا کر کہنے لگے توکل علی اللہ بھی کوئی چیز ہے تم بھی دعا کرو میں بھی دعا کرتا ہوں کار بے حد آرام سے برج پر چڑھی اور اتری اور گیس کی دکان کے آگے جا کر بند ہو گئی اس دوران ایک سیکنڈ کے لئے بھی ابوجان نے ظاہر نہ کیا کہ انہیں فکر ہے خدا پر بے حد بھروسہ تھا۔

ابوجان بتاتے تھے کہ ایک دفعہ معاشی طور پر کافی تنگی ہو گئی تو انہوں نے خدا سے بہت دعا کی تو اگلے ہی دن کسی نے انہیں منی آرڈر کر دیا جس میں بھیجنے والے کا نام نہ تھا اور گذارے کے لئے خاصی رقم تھی ابوجان نے پتہ کرانے کی کافی کوشش کی کہ پتہ چلے کہ منی آرڈر کہاں سے آیا مگر بھیجنے والے کا ایڈرس بالکل نہ مل سکا اور خدا نے مشکل وقت میں اپنے عاجز بندہ کی مدد کی۔

پڑھائی کے معاملے میں ہمت بندھاتے تھے پر کبھی بھی زبردستی نہیں کی خدا تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی کہ ۷ بیٹیاں اور ۲ بیٹے ڈاکٹر ہیں اور بڑے صاحبزادے انجینئر ہیں اور چھوٹی بیٹی کمپیوٹر کی ماہر ہیں امتحان سے پہلے پڑھنے کا کہتے تھے پر کبھی بھی پریشر نہ ڈالا کہ فرسٹ آنے پر انعام ملے گا وغیرہ میں جب کالج میں تھی تو ایک دن میرا ٹیسٹ تھا واپسی پر میری بڑی بہن نے پوچھا کہ ٹیسٹ کیسا ہوا؟ میں نے نادانی میں کہا آسان تھا اچھا ہو گیا۔

پیارے ابوجان اس بات پر ناراض سے ہو گئے اور پیار سے سمجھایا کہ دیکھو تمہارا کوئی اختیار نہیں کہ تم ٹیسٹ اچھا کر سکو یہ سب خدا کا فضل ہے کہ تمہیں ہاتھ ناک اور کان دیئے پڑھنے کا وقت اور توفیق دی اور پھر ٹیسٹ میں بیٹھنے کی توفیق دی تو کہا کرو کہ خدا کا فضل ہے کہ اچھا ہو گیا امتحان سے پہلے باقاعدگی سے حضور کو خط لکھواتے تھے خود بھی دعا کرتے تھے اور ہمیں بھی دعا کی تلقین کرتے تھے

گھر میں ہم سب کا بہت ہی خیال رکھتے تھے بڑی بہن اور بھائی کی عزت کی بہت تلقین کرتے تھے اور میرا خیال ہے کہ چونکہ بچپن سے دل میں بڑے بہن بھائی کی اتنی عزت ڈالی اور چھوٹوں سے محبت کی تلقین کی تو خدا تعالیٰ نے ہمیں اس قدر اتفاق سے رہنے کی توفیق دی ہے۔

کھانے کو جو بھی پکا ہوتا شوق سے کھاتے کبھی بھی برائی نہ کرتے ہماری سب سے چھوٹی بہن جب تین چار سال کی تھی تو ٹھنڈے پانی میں پتی اور دودھ ڈال کر دوپہر کو بیٹھ جاتی کہ ابوجان کی چائے بن گئی ہے ابوجان تھکے ہوئے کام سے آتے تو سب سے پہلے چائے پیش کرتی اور وہ اتنے پیار سے وہ براؤن سا پانی پی لیتے اور کہتے کہ بہت ہی اچھی چائے ہے میں بھی کبھی شوق سے چینی کھانے بنا لیتی تجربہ اکثر ناکام ہو جاتا مگر ہمیشہ شوق سے وہ الٹا پلٹا کھانا کھا لیتے اور کہتے کہ بہت اچھا پکا ہے پر آئندہ بے شک نہ پکانا ہماری ایک بہن سے کھانا اکثر ہی جل جاتا تھا تو ایسا کھانا بھی سب کھا ہی لیتے پر کبھی کسی کو کھانے کی برائی نہ نکالنے دیتے کہتے اگر نہیں پسند تو خود پکا لو بہن کی محنت کی برائی نہ کرو۔

سارے ہی ماں باپ اپنے بچوں کے لئے بہت کچھ کرتے ہیں ہمارے پیارے ابوجان نے جس طرح ہماری تعلیم و تربیت کو زندگی کا نصب العین سا بنا لیا تھا ویسا شائد کم ہی لوگ کرتے ہونگے جانے والا تو بہت سی پیاری اور محبت بھری یادیں چھوڑ کر اپنے پیارے کے پاس چلا گیا ہے اور یہی یادیں کبھی لب سے دعا بن کر نکلتی ہیں اور کبھی بے اختیار آنکھ سے آنسو بن کر ٹپکتی ہیں میں احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتی ہوں دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ابوجان کے درجات بلند کرے اور جیسے انہوں نے پیار و محبت سے ہمیں سینے سے لگا کر رکھا تھا ویسے ہی پیارے ابوجان کو پیار سے رکھے اور اپنے پیاروں کے پاس جگہ دے ہمیں جانے والا بہت پیارا تھا پر وہ اس کے پاس چلا گیا ہے جو کہ ہمیں جانے والے سے بھی زیادہ پیارا ہے۔ ہم بلانے والے کی رضا میں راضی ہیں۔

جدائی عارضی ہے یہ مجھے معلوم ہے لیکن
ہمیں ملنا ہے پھر اک دن مجھے معلوم ہے لیکن
مگر تم یاد آتے ہو، بہت ہی یاد آتے ہو
دن رات یاد آتے ہو، بہت ہی یاد آتے ہو

ڈاکٹر امۃ الرزاق سمیع
نیو گارڈن ٹاؤن لاہور پاکستان

دعائے مغفرت

مکرم لیاقت علی صاحب آف امروہہ کے والد مکرم ریاض احمد صاحب ۵ر جنوری کو وفات پا گئے ہیں انکی مغفرت کے لئے درخواست دعا ہے موصوف تعزیت کرنے والے احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں
(ادارہ)

درخواست دعا

- مکرم مولانا احمد رشید صاحب آف کرونا گپلی جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب مواہب الرحمٰن، اعجاز احمدی، الہدیٰ، تحفۃ الندوہ کا ملیالم زبان میں ترجمہ کیا ہے چند دنوں سے بیمار ہیں موصوف کی عمر ۷۵ سال سے زائد ہے ان کی خواہش ہے کہ حضورؑ کی تمام عربی کتب کا ملیالم ترجمہ شائع ہو جائے احباب سے درخواست ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عطا فرمائے اور ان کی خواہش پوری فرمائے۔ (ایم ایم اسماعیل مبلغ سلسلہ احمدیہ)
- مکرمہ انیسہ اختر صاحبہ آف جرمنی کے خاوند محترم حمد خان صاحب جرمنی ان دنوں بیمار ہیں موصوفہ اپنے خاوند محترم کی صحت و سلامتی درازی عمر اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتی ہیں۔ اعانت بدر -/100 RS (جاویدہ اقبال چیمہ قادیان)
- میری اہلیہ مدت دراز سے بیمار ہیں، کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے اعانت بدر ۲/ر (محمد سعید چودہ کولاٹ)
- خاکسار کی صحت و تندرستی اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے۔ درخواست دعا ہے۔ (محمد اقبال معلم گنترال)
- خاکسار اپنے لئے اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتا ہے (محمد عبدالستار صحابی معلم علاقہ وارنگل)

پھوپھیں فوراً رابطہ کریں

پہلے میں اپنا تعارف کراؤں پھر آگے بڑھتی ہوں۔ میں مکرم سید عبد الکریم صاحب دُرانی جو حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کا پی اے تھے اُن کی بیٹی ہوں۔ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب میرے ابا جان کی بہت قدر کرتے تھے۔ بلکہ سفر میں نماز بھی ابا جان کے پیچھے پڑھتے تھے۔

اصل مقصد میرے لکھنے کا ایک سچی کہانی اور سچا خواب ہے

ہم پر سکون طریقہ سے قادیان میں رہ رہے تھے۔ بلکہ ابا جان تو کہتے تھے کہ مجھ کو تو قادیان کی گلیوں میں رہنا منظور ہے۔ خواہ دوسری جگہ کتنی ہی اچھی ہو مگر جو سکون یہاں ہے وہ کہیں نہیں۔ ہمارے گھر کے ساتھ ایک کوٹھی تھا خوبصورت سا بنگلہ بھی تھا۔ جن کا نام مجھ کو یاد پڑتا ہے فضل حق کارکن صاحب تھا۔ ان کی بیٹی احمدی بیگم زہرہ میری بہت عزیز سہیلی تھیں۔ مجھ کو بہت پیار کرتی تھیں۔ ان کے شفقت بھرے الفاظ ابھی تک کانوں میں گونجتے ہیں۔ جب ان کی شادی ہو گئی تو میں نے اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرنے لگی ویسے ان کے سسرال میں آنا جانا رہتا تھا۔ پھر ان کے والدین نے وہ خوبصورت سا بنگلہ بیچ دیا۔ جو کہ محترم سیٹھ صدیق صاحب بانی مرحوم نے یہ سوچ کر کہ جماعت کے ستون کمزور نہ ہوں گا۔ خرید لیا ان کا یہی شفقت بھرا سلوک کبھی نہ بھلا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند کرے۔ پھر تقسیم ملک نے ہم سب کو بکھیر کر رکھ دیا۔ حالات کے مطابق کوئی کہاں گیا اور کوئی کہاں۔

میری بھی شادی ہو گئی اور حالات کا مقابلہ کرتے کرتے جرمنی پہنچ گئی۔ جرمنی میں رہتے ہوئے ہمیں ۲۳ سال ہو گئے مگر تمام زندگی دارالامان اور پیچیدہ حالات نے کبھی ان مقدس جگہوں کو بھولنے نہ دیا۔ جب ۱۹۹۳ء میں قادیان جانے کا موقعہ ملا تو جو دل کو سکون اور خوشی ملی اس کا تو اندازہ ہی لگانا مشکل ہے۔ پرانی یادوں نے اور بھی بیقرار کر دیا۔

سارا سارا دن تانگے میں بیٹھ کر۔ ماں باپ کے گھر اپنے عزیزوں رشتہ داروں کے گھر۔ اپنی سہیلیوں کے گھر۔ سکول اسٹیشن غرضیکہ جہاں بچپن گزرا تھا۔ اس جگہ گھومتی۔ یہی خیال ہوتا کہ خواب تو نہیں دیکھ رہی ایسا نہ ہو کہ جاگتی میں یہ خواب ہو۔

ابھی میں چار دن ہوئے میں نے خواب میں دیکھا ایسا لگا جیسے میں قادیان میں ہوں۔ انسانوں کا ایک بہت بڑا دائرہ ہے۔ اتنا بڑا کہ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ سر ہی سر نظر آرہا ہے۔ اور ایک چکر کی طرح آہستہ آہستہ گھوم رہے ہیں مگر ایک طرف پورے دائرہ سے ایک سہانی سی آواز آہستہ آہستہ آرہی ہے جو کہ ایک جانا پہچانا لگتی ہے۔ یہ میں نہیں بتا سکتی کہ کس قدر پُر سکون اور اچھی آواز ہے۔

پھر دیکھتی ہوں کہ اس دائرے سے میں نکل گئی ہوں کس طرح یہ پتہ نہیں۔ اندر مجھ کو اندر جانے کا راستہ نہیں مل رہا۔ جدھر بھی جاتی ہوں راستہ کوئی روک دیتا۔ پھر میں گھبرا گھبرا کر احمدی بیگم زہرہ کو ڈھونڈ رہی ہوں۔ احمدی بیگم زہرہ کی جستجو میں ہاری ہاری پھر کر پریشان ہو کر ایک طرف دائرے کے سامنے سے لوگ نکلتے ہوئے نظر آئے تو میں یہ سوچ کر وہاں پر کھڑی ہو گئی کہ جب لوگ یہاں سے نکل رہے ہیں تو احمدی بیگم بھی نکلیں گی تو پھر مجھ کو نظر آجائیں گی۔

آخر وہ مجھ کو مل گئیں اور ہم دونوں ایسے لپٹ کر ملے اور میں ایسی ہوئی خوشی کہ میں تو آپ کو تلاش کر کے تھک گئی اور اس دائرے کی طرف اشارہ کر کے بولی کہ میں اس دائرے سے نکل گئی اور اب اس میں اندر جانے کا راستہ نہیں مل رہا۔

احمدی بیگم میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگیں۔ چلو میں لے چلتی ہوں۔ اور ہم دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اتنی تیز چل رہے ہیں جو کہ دوڑنے سے بھی زیادہ تیز ہے اور اتنی طاقت محسوس کر رہی ہوں۔ اور جسم بھی بہت ہلکا پھلکا جیسے پھر خود بخود قدم اٹھتے چلے جا رہے ہیں پھر میری آنکھ کھل گئی اور بستر۔ میں اس خواب کو حقیقت میں محسوس کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ یہ ایک خواب ہے مگر حقیقت بھی جب میں ۱۹۹۳ء میں قادیان گئی تھی تو پاکستان بھی گئی تھی۔ مجھ کو احمدی بیگم زہرہ کا ٹیلیفون نمبر مل گیا تھا اور تھوڑی سی بات کر کے دل ملنے کو بے چین گیا مگر اسی روز میری واپسی کی فلائٹ تھی ملاقات نہ ہو سکی۔

بعض اوقات حالات انسان کو اتنا مجبور کر دیتے ہیں کہ ایک قدم بھی اپنی خواہش کے مطابق نہیں چل سکتا۔

احمدی بیگم زہرہ اگر میرے اس مضمون کو پڑھیں تو مجھ سے رابطہ کریں۔ دوسرے میرے کوئی بھی عزیز انڈیا میں ہوں وہ بھی پڑھیں تو رابطہ کریں۔

میرے نانا جان بہار مونگھیر کے رہنے والے تھے۔ ان کا نام سید اصغر علی تھا مگر وہ بھائیوں کے ساتھ پاکستان آگئے تھے۔

میرے ایک سب سے بڑے ماموں انڈیا میں ہی رہ گئے تھے۔ ان کا نام سید سلیمان تھا معلوم ہوا تھا کہ وہ اللہ میاں کو پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

دوسرے رشتہ داروں کا مجھ کو یاد نہیں جو انڈیا میں رہ گئے تھے۔

سید سلیمان ماموں جان مرحوم کے بیوی بچے تو ہوں گے وہ پڑھیں تو رابطہ کریں۔

دعاؤں کی محتاج

بدرن اقبال جرمنی

FRAU
BADRUN NISA IQBAL
RANDERSACKERER
STR. 38, 97072 WUERZBURG.
GERMANY.

بدر کی خصوصی اشاعت پر

حوصلہ افزائی کے خطوط

۱۔ مکرم ہادی علی صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن لکھتے ہیں:۔ "آپ کی زیر ادارت شائع کردہ بدر کی اشاعت خاص مسیح موعود نمبر دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ماشاء اللہ بہت دیدہ زیب اور پُر مغز ہے۔ مضامین ترتیب کتابت وغیرہ ہر پہلو سے بہت پائے کا اور خوبصورت رسالہ شائع کرنے کی آپ کو توفیق ملی ہے۔ خاکسار کی طرف سے آپ کو اور آپ کے ساتھ سب تعاون کرنے والوں کو دلی مبارکباد۔"

۲۔ مکرم نسیم مہدی صاحب مبلغ اسلام کینیڈا رقمطراز ہیں:۔ "بدر کا تازہ شمارہ "مسیح موعود علیہ السلام" نمبر موصول ہوا۔

ماشاء اللہ بہت ہی اچھی کوشش ہے۔ تمام لکھنے والوں اور محنت کرنے والوں کے لئے بہت ہی دعائیں دل سے نکلیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آجکل جب کہ تبلیغ کی بہار ہے ان مضامین سے بہت ہی فائدہ اٹھایا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔"

خاکسار۔ (نسیم مہدی کینیڈا)

ایک ایمان افروز واقعہ

خاکسار غلام محمد احمدی چندہ پوری حال مقیم بھم راج پیٹھ ضلع رنگا ریڈی خدا کا فضل و احسان ہے کہ بھم راج پیٹھ میں جماعت احمدیہ سکندر آباد کے خدام کی طرف سے معلم کے فرائض ادا کر رہا ہے یہ جماعت قائم ہوئے ابھی ۲½ سال کا عرصہ ہوا ہے خدا کے فضل اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے نتیجہ میں یہاں کے لوگ مخلص ہیں چند ماہ سے قریبی گاؤں جلن گوڈہ اور حیدر آباد سے بعض مولوی آکر لوگوں کو غلط پروپیگنڈہ سے بھڑکا رہے ہیں کچھ لوگ ان کے بہکاوے میں آکر ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگے اکثر ایسا ہوتا رہا میں خدا کی دی ہوئی توفیق سے سمجھاتا رہا اور دعائیں کرتا رہا ۱۶؍دسمبر ۹۵ء اتوار کے دن ۱½ بجے حیدر آباد و جڑ بن بلی سے ۵۰، ۶۰ آدمی آکر میرے ساتھ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالی گلوچ کرنے لگے یہاں کے لوگ خاموش تماشائی بنے رہے میں دعا کرتا رہا کہ یا اللہ پانی سر سے اونچا ہو رہا ہے اب وقت ہے مسیح موعود کی سچائی ظاہر کرنے کا تو ہی کوئی سبب بنا اسی حالت میں شام کے سات بجے وہ لوگ مسجد میں بیٹھ کر پلان بنانے لگے کہ کسی حال میں خاکسار کو اٹھا کر لے جائیں گے یعنی اغوا کریں گے خدا بھی پلان بنا چلا تھا اتنے میں یہاں کے ہندو لوگ جو بہت مالدار اور اثر رکھنے والے ہیں جو باہر بیٹھے ہوئے تھے اتفاق سے میں گھر سے باہر نکلا تو وہ لوگ مجھے بلا کر کہنے لگے جنہوں نے آکر آپ کو گالی گلوچ کی ہے وہ لوگ ہیں یا چلے گئے میں نے کہا معلوم ہوا ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر کوئی میٹنگ کر رہے ہیں میرا یہ کہنا تھا کہ "اچھا ہم دیکھتے ہیں کہہ کر یہاں چند نوجوانوں کو کہا کہ ہم مسجد جاتے ہیں اگر ضرورت ہو تو ہم اطلاع کریں گے تم لوگ فوری آجانا" اور مجھے کہا کہ آپ یہاں ہی رہیں ادھر مت آنا یہ کہہ کر یہ لوگ مسجد پہنچ جاتے ہی ان لوگوں کو گالی دیتے ہوئے کہنے لگے کہ تم لوگ یہاں کس کی اجازت سے آئے ہو کیا سرپنچ وغیرہ کو بتلایا تم کون ہو ڈاکہ تو نہیں فوری ۵ منٹ کے اندر یہاں سے بھاگو ورنہ تمہاری خیر نہیں ہم نے سنا ہے کہ ہمارے یہاں کے مولوی کو گالی گلوچ کی ہے یہاں کے ایک دو آدمی وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان کو کہنے لگے تم یہاں کیوں آئے معلوم ہوتا ہے تمہاری بھی شامت نے بلایا ہے نکلو یہاں سے ہم ۲½ سال سے اس مولوی کو دیکھ رہے ہیں آج اس کے خلاف میٹنگ کر رہے ہو فوری یہاں سے دفعہ ہو جاؤ ورنہ تمہاری بھی خیر نہیں یہ کہنا تھا کہ میٹنگ وغیرہ چھوڑ کر بھاگے موٹر سائیکل اسٹارٹ نہیں ہو رہی تھی تو اسے دھکیلتے ہوئے بھاگے یہ لوگ سختی سے گالی دیتے ہوئے بولے کہ آئندہ پھر کبھی اس طرف کا رخ کیا تو برا حال ہوگا اور ہمارے مولوی کو کبھی کسی قسم کی تکلیف دینے کی کوشش کی تو یاد رکھو اس کا انجام بہت برا ہوگا وہ یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ صاحب ہم سے غلطی ہوئی ہم اب آئندہ کبھی نہیں آئیں گے اور نہ آپ کے مولوی کو کچھ کہیں گے یہ ہے خدا کا فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کی سچائی کا تازہ نشان ہیں تو بالکل کمزور ناکارہ خدا کا بندہ ہوں

(غلام محمد احمدی)

حیات نگر میں ۲۷ افراد کا قبول احمدیت

۱۱ نومبر ۹۵ء کو مجلس انصار اللہ حیدر آباد کی طرف سے ایک وفد حیات نگر میں بمقام تورونا احمدیت کا پیغام پہنچانے گیا اور پیغام حق پہنچایا اور لٹریچر تقسیم کیا خاکسار نے بھی وہاں جمعہ پڑھایا تربیتی امور پر روشنی ڈالی اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرنے کی ضرورت و اہمیت بیان کی چنانچہ وہ سارے احباب جن کی تعداد ۲۷ ہے اور وہاں مقیم ہیں اور آبادی سے ذرا ہٹ کر پہاڑ کے دامن میں آباد ہیں بیعت کرنے پر راضی ہو گئے چنانچہ ۸؍جنوری کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سوال وجواب کی تقریب کے بعد انہوں نے بیعت کر لی ان نو مبائعین کی استقامت اور ان کے دینی و دنیوی کاموں میں برکت کے لئے درخواست دعا ہے۔

۷؍جنوری کو محترم امیر صاحب حیدر آباد کے زیر اہتمام احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج میں ایک اجلاس منعقد ہوا اس اجلاس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ احباب جماعت کو برطانیہ، جرمنی اور قادیان کے جلسوں کے ایمان افروز حالات سے واقف کرایا جائے

چنانچہ مکرم ڈاکٹر سعید انصاری صاحب امیر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت تلاوت و نظم کے بعد اجلاس کی کاروائی کا آغاز ہوا مکرم صدر صاحب نے پہلے محترم محمد انور احمد صاحب آف جرمنی، محترم عبدالرشید صاحب آف برطانیہ کا تعارف کرایا بعدہ مکرم سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ نے جلسہ سالانہ قادیان ۹۵ء کے حالات و تاثرات احسن پیرایہ میں بیان فرمائے اس کے بعد مکرم محمد انور احمد صاحب نے جلسہ سالانہ جرمنی ۹۵ء کے حالات عمدہ طریق پر سنائے آپ نے فرمایا کہ جلسہ کے دنوں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری جلسہ کی رونق کو دوبالا کر دیتی ہے اور پیارے آقا باوجود سخت مصروفیات کے انتظامات کا مکمل جائزہ لیتے ہیں اور خطابات کے علاوہ محفل سوال و جواب اور احباب سے ملاقات کرتے اور پریس کانفرنس میں حاضر ہوتے ہیں

بعد ازاں مکرم عبدالرشید صاحب آف برطانیہ نے حاضرین جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۸۴ء کے بعد ہونے والا لندن کا جلسہ سالانہ حضور کی وجہ سے ایک مرکزی صورت اختیار کر گیا ہے اور تبلیغی و تربیتی کاموں میں بڑی تیزی آگئی ہے حضور تینوں دن خطاب فرماتے ہیں جرمنی اور پاکستان سے زیادہ احباب شامل ہوتے ہیں اس وقت U.K میں بارہ سے چودہ ہزار تک احمدی پائے جاتے ہیں پھر موصوف نے حضور کی تحریکات وقف عارضی، وقف نو، تبلیغی ٹارگٹ اور ریسرچ ٹیم کے اوپر بالاختصار روشنی ڈالی۔ بعد دعا ½۵ بجے جلسہ برخاست ہوا۔ (حافظ سید رسول نیاز مبلغ سلسلہ حیدر آباد)

نمائش سائنس میں احمدی استاد کی شرکت

۱۳ تا ۱۶ نومبر ۹۵ء گورداسپور میں چار روزہ ضلعی سطح پر سائنس نمائش کا انعقاد ضلع کے تعلیمی افسران کی جانب سے کیا گیا جس میں خاکسار نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سائنس ٹیچر کی حیثیت سے شرکت کی نمائش کے انعقاد کا مقصد بچوں میں سائنس کا رجحان پیدا کرنا اور ان کی اندرونی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا تھا نمائش کا تھیم تھا SCIENCE AND LOW COST TECHNOLOGY

خاکسار نے بچوں کے ماڈل دیکھے اور بطور جج ڈیوٹی بھی دی نیز کوئز، چارٹ میکنگ، اور ٹیچرز کے فی البدیہہ تقاریر مقابلے جو کہ سائنس کے متعلق تھے میں بھی بطور جج فرائض سرانجام دیئے اس سے قبل تحصیل میں منعقدہ نمائش میں بھی خاکسار نے ضلع ایڈمنسٹریشن کو تعاون دیتے ہوئے مختلف ڈیوٹیاں دیں۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

(ظہیر احمد جاوید ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان)

ولادت

۱۸؍اکتوبر ۹۵ء کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بیٹے سے نوازا ہے حضور انور ایدہ اللہ نے بچے کا نام ریحان احمد تجویز فرمایا ہے عزیز کی صحت و تندرستی درازی عمر اور صالح خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔

اعانت بدر ۵۰/- روپے (فرزان احمد خان مبلغ سلسلہ)

اداریہ ..... بقیہ صفحہ (۲)

اس کا شکر بجالاتے ہوئے اس کا حق ادا کریں۔ نہ صرف خود سُنیں اور دیکھیں بلکہ اپنے ساتھیوں، نومبائعین اور دُوسرے بھائیوں کو بھی اس میں شریک کریں۔ دُشمن ہماری اس ترقی کو دیکھ کر جلا بُھنا بیٹھا ہے اور کوشش میں ہے کہ ہماری ترقی کی راہ میں مختلف دیواریں اور روکیں کھڑی کردے۔ اس امر سے کون واقف نہیں کہ خلافتِ حقّہ احمدیہ تک کو ختم کرنے کے لیے ضیاء الحق کے جابرانہ دَور میں پاکستان میں نہایت خوفناک چالیں چلی گئیں اور انتہائی گھناؤنا اور بڑا منصوبہ جاری کر دیا۔

مذکورہ خطاب کے آخر میں حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"مَیں نے تمہیں خدا تعالیٰ سے علم پاکر بتا دیا ہے اور مَیں ہی وہ پہلا شخص ہوں جس نے اس طرح تمام صحیح واقعات کو یکجا جمع کر کے تمہارے سامنے رکھ دیا ہے..... پس تم میری نصیحتوں کو یاد رکھو تم پر خدا کے بڑے فضل ہیں اور تم اس کی برگزیدہ جماعت ہو۔ اس لئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنے پیشروؤں سے نصیحت پکڑو۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں لوگوں پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ پہلی جماعتیں جو ہلاک ہوئی ہیں تم ان سے کیوں سبق نہیں لیتے۔ تم بھی گزشتہ واقعات سے سبق لو۔ مَیں نے جو واقعات بتائے ہیں وہ بڑی زبردست اور معتبر تاریخوں کے واقعات ہیں جو بڑی تلاش اور کوشش سے جمع کئے گئے ہیں۔ اور ان کا تلاش کرنا میرا فرض تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے جبکہ مجھے خلافت کے منصب پر کھڑا کیا ہے تو مجھ پر واجب تھا کہ دیکھوں پہلے خلیفوں کے وقت کیا ہُوا تھا۔ اس لئے مَیں نے نہایت کوشش کے ساتھ حالات کو جمع کیا ہے۔ اس سے پہلے کسی نے ان واقعات کو اس طرح ترتیب نہیں دیا۔ پس آپ لوگ ان باتوں کو سمجھ کر ہوشیار ہو جائیں اور تیار رہیں۔ فتنے ہوں گے اور بڑے سخت ہوں گے۔ ان کو دُور کرنا تمہارا کام ہے۔ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے اور تمہارے ساتھ ہو اور میری بھی مدد کرے اور مجھ سے بعد آنے والے خلیفوں کی بھی کرے۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء)

پس اس تاریخی دَور میں پیارے آقا ایک طرف ہر محاذِ اسلام کے سامنے سینہ سپر ہیں اور دُوسری طرف دن رات خدمتِ اسلام کے نئے نئے منصوبے بناکر اُن پر عمل پیرا ہیں، ہمارا فرض بنتا ہے کہ آپ کی ہر تحریک پر لبیک کہتے ہوئے آپ کے ساتھ غلبۂ اسلام کی مہم میں رواں دواں رہیں اور جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہو رہی ہیں اُن کو صحیح رنگ میں ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کی ہر آن تائید و نصرت فرمائے۔ اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

دورانِ سال ۱۹۹۶ء تبلیغی و تربیتی جلسوں کا پروگرام

احبابِ جماعت مطلع رہیں کہ سالِ رواں ۱۹۹۶ء (۱۳۷۵ ہش) میں درج ذیل تاریخوں میں تبلیغی و تربیتی جلسوں کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کم از کم چار جلسے دورانِ سال منعقد کئے جائیں۔ جلسوں کی رپورٹس نظارت ہذا کے توسط سے ایڈیٹر بدر کو بھجوائیں۔ سہولت کے مطابق تاریخوں میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

۱۔ جلسہ یومِ مصلح موعودؓ	۲۰ر فروری (تبلیغ)	۱۹۹۶ء / ۱۳۷۵ ہش
۲۔ جلسہ یومِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	۲۳ر مارچ (امان)	"
۳۔ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱ر اپریل (شہادت)	"
۴۔ جلسہ یومِ خلافت	۲۷ر مئی (ہجرت)	"
۵۔ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۳۰ر جون (احسان)	"
۶۔ ہفتہ قرآنِ مجید	یکم تا ۷ر جولائی (وفا)	"
۷۔ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹ر جولائی (وفا)	"
۸۔ جلسہ پیشوایانِ مذاہب	یکم ستمبر (تبوک)	"
۹۔ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷ر اکتوبر (اخاء)	"

۱۰۔ یومِ تبلیغ : کم از کم سال میں دو مرتبہ ماہ جون و ماہ نومبر میں۔ ایک صوبائی سطح پر ایک مُلکی سطح پر۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

برائے توجہ مجالسِ انصار اللہ بھارت

مجالسِ انصار اللہ بھارت کی خصوصی توجہ کے لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ اپنی اپنی مجالس میں درج ذیل تربیتی اُمور کی طرف توجہ فرماکر اپنی رپورٹ ہر ماہ دفتر انصار اللہ بھارت میں ارسال فرمائیں۔

۱۔ ہر ماہ ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد ہر مجلس میں نہایت ضروری ہے۔ اگر ممکن ہو سکے تو بعض تربیتی اجلاس کسی قریب کی نئی جماعت میں بھی منعقد کریں۔

۲۔ نماز باجماعت میں گھر کے تمام افراد کی نگرانی جہاں مساجد دُور ہوں وہاں کم از کم دو نمازیں گھر میں باجماعت پڑھائیں اور مختصر تربیتی درس دیں۔

۳۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطباتِ جمعہ اور دیگر ایم۔ ٹی۔ اے پروگراموں کے سُننے کی طرف بھی خصوصی توجہ دلائے جانے کی ضرورت ہے۔ جزاکم اللہ۔

اللہ تعالیٰ تمام اراکین کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

قائد تربیت مجلس انصار اللہ بھارت

طالبِ دُعا:۔ محبُوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.

19 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD,
CALCUTTA- 700081.

Star ★ CHAPPALS

PHONE :- 543105

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP. BLOCK NO. 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN. 208001.

C.K. ALAVI

RABWAH WOOD INDUSTRIES.

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM, - 679339.
(KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

PHONE :- 26-3287

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072.

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار

منظوم کلام سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

غم اپنے دوستوں کا بھی کھانا پڑے ہمیں
اغیار کا بھی بوجھ اُٹھانا پڑے ہمیں

اُس زندگی سے موت ہی بہتر ہے اَے خُدا
جس میں کہ تیرا نام چھُپانا پڑے ہمیں

منبر پہ چڑھ کے غیر کہے اپنا مُدّعا
سینہ میں اپنے جوش دبانا پڑے ہمیں

یہ کیسا عدل ہے کہ کریں اَور ہم بھریں
اغیار کا بھی قضیہ چُکانا پڑے ہمیں

سُن مُدّعی نہ بات بڑھا، تا نہ ہو یہ بات
کُوچہ میں اُس کے شور مچانا پڑے ہمیں

اِتنا نہ دُور کر کہ کٹے رشتۂ وِداد
سینہ سے اپنے غیر لگانا پڑے ہمیں

پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں

پروا نہیں جو ہاتھ سے اپنے ہی اپنا آپ
حرفِ غلط کی طرح مٹانا پڑے ہمیں

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
رُوئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

(از اخبار الفضل ۲۹ اپریل ۱۹۲۰ء)

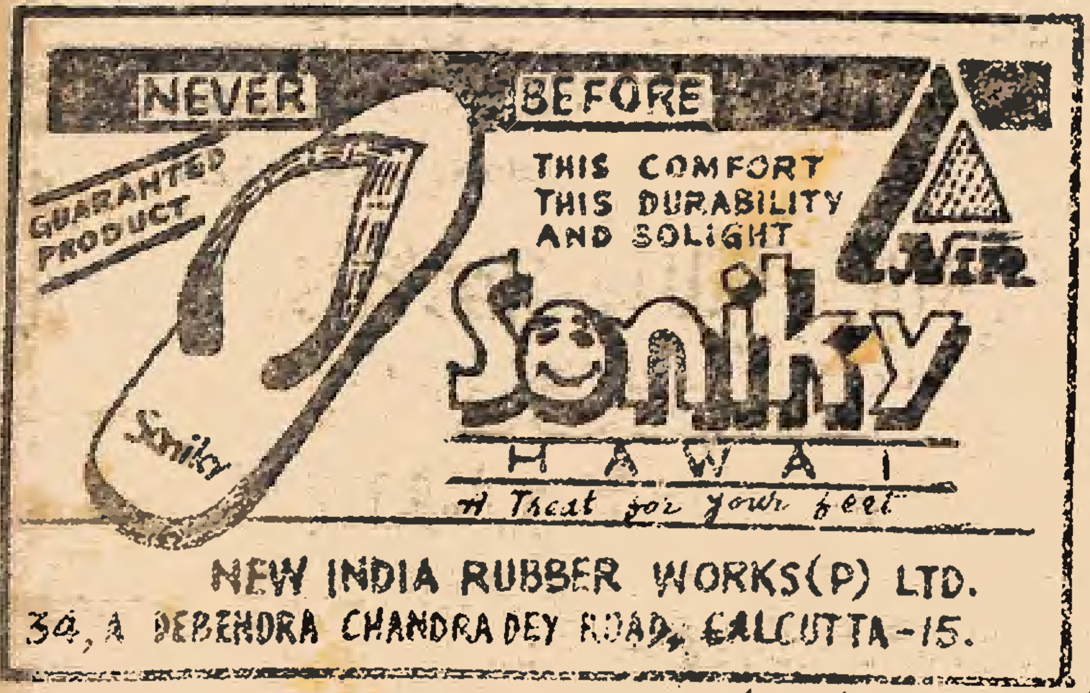

ولادت

میری بیٹی عزیزہ رابعہ پروین اہلیہ مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب نائب ایڈیٹر بدر و مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی کے بعد بتاریخ ۲۱/۱/۹۶ بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت بچہ کا نام "عمران احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود محترم محمد سیف خان صاحب صدر جماعت احمدیہ سمور ضلع فتحپور یو۔پی کا پوتا اور مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب منڈاتی صدر جماعت احمدیہ بھدرواہ کشمیر کا نواسہ ہے۔ احباب کرام سے زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر اور بچہ کے نیک صالح و خادمِ دین بننے کے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

شہادت بیگم بھدرواہ (کشمیر)